ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

نومبر 2020ء - ربیع الاول 1442ھ (جلد 18 شمارہ 03)

جلد 18 شمارہ 03

نومبر 2020ء - ربیع الاول 1442ھ

ماہنامہ
التبلیغ
راولپنڈی

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس — مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود

فی شمارہ .... 25 روپے
سالانہ .... 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
محمد شرجیل جاوید چوہدری
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچٹرا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال............وطنِ عزیز پر راہزنوں کا تسلط............مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط8)..............................یہود کا باطل دعویٰ، اور اللہ کی

حاکمیتِ اعلیٰ کا ذکر...// // 5

درسِ حدیث .... کسی مسلم کو کافر قرار دینے کا وبال........// // 17

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات...// // 21

حاصل پر راضی رہیے...مولانا شعیب احمد 33

ماہِ شعبان: دسویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات............مولانا طارق محمود 38

علم کے مینار:..... فقہی مسالک کی تدوین وترویج (حصہ دوم)......مفتی غلام بلال 40

تذکرۂ اولیاء:.........نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر رضی اللہ عنہ کو نصیحت.....مفتی محمد ناصر 45

پیارے بچو!............فٹ بال اور بچوں کی لڑائی............مولانا محمد ریحان 47

بزمِ خواتین .... بے پردگی قدامت پرستی ہے.............مفتی طلحہ مدثر 49

آپ کے دینی مسائل کا حل ....ناقابلِ انتفاع

مقدس اوراق کو جلانے کا حکم (قسط1)..ادارہ 55

کیا آپ جانتے ہیں؟................. سورہ اعراف کی ایک آیت

کی تفسیر سے متعلق جواب..مفتی محمد رضوان 77

عبرت کدہ .... فرعون کی دھمکیاں اور ”رجلِ مومن“

کی دعوت (حصہ نہم)..مولانا طارق محمود 84

طب وصحت...سَفرُ جَلُ (یعنی بہی) سے متعلق احادیث کی تحقیق...حکیم مفتی محمد ناصر 87

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز...........................// // 90

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں............مولانا غلام بلال 91

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

وطنِ عزیز پر راہزنوں کا تسلط

وطنِ عزیز''ملکِ پاکستان'' کواللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کی قدرتی نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے، جس کی وجہ سے وطنِ عزیز، دنیا کے بہت سے دیگر ممالک کے مقابلے میں ممتاز اور نمایاں حیثیت رکھتا ہے، لیکن بدقسمتی سے وطنِ عزیز کو اب تک ایسے مقتدر افراد کی کماحقہٗ دستیابی مشکل ہوئی ہے، جو محنت، لگن اوراخلاص کے ساتھ ملک وملت کے لیے، اس ملک کی نعمتوں سے صحیح معنیٰ میں استفادہ و افادہ کی راہ ہموار کرسکیں۔

اوراگر کبھی ایسے افراد میدانِ عمل میں آئے، تو ذاتی مفاد کو ترجیح دینے والے مقتدر طبقوں وحلقوں نے ان کی محنتوں اور کوششوں کو ملک وملت کے لیے ثمر آور نہیں بننے دیا، اور اس کے بجائے، اپنے ذاتی مفادات واغراض کے لیے، ان نعمتوں پر قبضہ جمائے رکھا، اور اپنی ذاتی جیبوں اور تجوریوں کو خوب پروان چڑھایا، اس کا سلسلہ اب تک جاری ہے، جس کے نتیجے میں قوم ان نعمتوں سے کماحقہٗ مستفید نہ ہوسکی، اور قوم آج تک ملک کی نعمتوں پر ذاتی مفادات کا ڈاکہ ڈالنے والے قذاقوں سے بچنے کے لیے کسی ''ذوالقرنین'' کی منتظر ہے۔

وطنِ عزیز کو اب تک جس طبقہ سے سب سے زیادہ نقصان پہنچا اوراس کا سلسلہ تاحال جاری ہے، وہ غیر جمہوری اور کسی قدر پردہ میں رہنے والی خفیہ طاقتیں ہیں، جن کی خواہشِ نفس کے پیٹ کبھی بھرتے نہیں، اس طبقہ کے اعلیٰ عہدوں پر فائز افراد، ہر طرح سے وطنِ عزیز کو لوٹتے کھسوٹتے ہیں، اوراپنے ذاتی مفادات کے لیے ہر طرح کے ظلم وستم کو روا رکھتے ہیں۔

اور جب ان کے ریٹائر ہونے کا وقت آجاتا ہے، تو اپنے پیچھے ایسے جانشین اور وارثین چھوڑ جاتے ہیں، جن کو دیکھ کر''پرانے کفن چور'' کی کہاوت یاد آتی ہے۔

اس غیر جمہوری مقتدر حلقے کی طرف سے، وطنِ عزیز کی تباہ کاریوں اور سیاہ کاریوں کی داستان

www.idaraghufran.org

بہت طویل ہے۔

رفتہ رفتہ اس مقتدر طبقہ نے ملک کے کونے کونے ،اور چپے چپے پر اپنی جڑیں اتنی مضبوط کرلیں کہ یہ طبقہ جب چاہے، جس جگہ چاہے، اپنے مفادات کو حاصل کرنے اور اپنی اغراض کو پورا کرنے کے لیے، جس طرح کا چاہے کھیل، کھیلنا شروع کردیتا ہے، اس مقصد کے لیے اسے نہ کسی غریب کی آہ وبکا سے ڈر لگتا ، نہ کسی مظلوم کی بدعاء کا خوف لاحق ہوتا، نہ کسی معصوم جان کو تلف کرنے سے ہچکچاہٹ محسوس ہوتی، نہ کسی بے گناہ کو اغواء کرنے کے جرم کا احساس ہوتا، نہ کسی کی عصمت دری سے شرم وحیاء آتی، بلکہ بعض اوقات پوری ڈھٹائی اور بے باکی کے ساتھ اس قسم کے جرائم کا ارتکاب کیا جاتا ہے، اور جرم کرنے کے بعد، اظہارِ شرمندگی وملامت تک کی توفیق نہیں ہوتی، لیکن عربی کی یہ کہاوت مشہور ہے کہ:

”ہر کمالِ رازوال“

”یعنی ہر چیز اپنے کمال کو پہنچ کر زوال پذیر ہوجاتی ہے“

اس مقتدر طبقہ کی کارروائیوں اور سیاہ کاریوں سے اگرچہ پہلے تو قوم کے عام افراد، واقف نہیں تھے، لیکن اب اس طبقہ کی تباہ کاریوں اور سیاہ کاریوں سے آہستہ آہستہ پردہ اٹھنا شروع ہوگیا ہے اور قوم کے عام افراد کو سمجھ آنا شروع ہوگیا ہے کہ حقیقی معنوں میں وطنِ عزیز کی ہمہ گیر اور اجتماعی نعمتوں پر ذاتی مفادات کو ترجیح دینے اور تسلط رکھنے والے اصل راہزن اور ”کالی بھیڑیں“ کون ہیں۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ پوری قوم یکسوئی اور قوت کے ساتھ اس طبقہ سے ملک وملت کو آزاد کرانے کے لیے پُرامن اور موثر اقدامات کرے، جس کے لیے اس وقت کئی سیاسی جماعتیں متحد ہوکر، میدان میں ہیں، اور اس طبقہ سے ملک وملت کی جان چھڑانے کے لیے قوم کو بیدار اور متحد کرنے میں مصروفِ عمل ہیں۔

اللہ تعالیٰ قوم کو مخلص ومحنتی اور سچے جذبہ کے مقتداء عطا فرمائے، اور قوم کو ہر طرح کے راہزنوں اور قذاقوں سے نجات دلائے، اور وطنِ عزیز کی نعمتوں سے درجہ بدرجہ اس کے باشندگان اور مستحقان کو مستفید ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین۔

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط8، آیت نمبر23 تا27) مفتی محمد رضوان

یہود کا باطل دعویٰ، اور اللہ کی حاکمیتِ اعلیٰ کا ذکر

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِیۡبًا مِّنَ الۡکِتٰبِ یُدۡعَوۡنَ اِلٰی کِتٰبِ اللّٰہِ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَہُمۡ ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیۡقٌ مِّنۡہُمۡ وَہُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ. ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَالُوۡا لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ۪ وَغَرَّہُمۡ فِیۡ دِیۡنِہِمۡ مَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ. فَکَیۡفَ اِذَا جَمَعۡنٰہُمۡ لِیَوۡمٍ لَّا رَیۡبَ فِیۡہِ ۟ وَوُفِّیَتۡ کُلُّ نَفۡسٍ مَّا کَسَبَتۡ وَہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ. قُلِ اللّٰہُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ بِیَدِکَ الۡخَیۡرُ ؕ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ. تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَتُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ ۫ وَتُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَتُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ ۫ وَتَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ (سورۃ آل عمران، رقم الآیات ۲۳ الیٰ ۲۷)

ترجمہ: کیا نہیں دیکھا آپ نے، ان لوگوں کی طرف، جن کو دیا گیا کچھ حصہ کتاب کا، دعوت دی جاتی ہے اُن کو، اللہ کی کتاب کی طرف، تاکہ فیصلہ کرے وہ، اُن (لوگوں) کے درمیان، پھر پیٹھ پھرا لیتا ہے ایک فریق اُن میں سے، اس حال میں کہ وہ اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ بلاشبہ انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں پہنچے گی، ہم کو آگ، مگر چند دن کے لیے، اور دھوکے میں ڈال دیا، ان کو، ان کے دین میں ان چیزوں نے، جو وہ گھڑتے تھے۔ پس کیسے ہوگا، جب جمع کریں گے، ہم ان کو، ایسے دن کے لیے کہ شک نہیں اس (دن) میں، اور پورا پورا دیا جائے گا، ہر نفس کو، وہ جو اس نے کمایا، اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ آپ کہہ دیجئے کہ اے اللہ! سب ملک کے مالک، عطاء کرتا ہے، تو جس کو چاہتا ہے حکومت کو، اور چھین لیتا ہے، تو جس سے چاہتا ہے، حکومت کو، اور عزت دیتا ہے، تو جس کو چاہتا ہے، اور ذلت دیتا ہے، تو جس کو

چاہتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں ہر خیر ہے، بے شک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ داخل کرتا ہے تو، رات کو دن میں، اور داخل کرتا ہے تو، رات کو دن میں، اور نکالتا ہے تو، زندہ کو مردہ سے، اور نکالتا ہے، تو مردہ کو زندہ سے، اور رزق دیتا ہے تو، جس کو چاہتا ہے، بغیر حساب کے (سورہ آلِ عمران)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیات میں پہلے تو اللہ تعالیٰ نے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا، جن کو آسمانی کتاب یعنی توراۃ کا ایک معتدبہ حصہ ملا، کیونکہ توراۃ کے بہت بڑے حصے میں تحریف کر دی گئی تھی، لیکن جو حصہ جس شکل میں بھی ان کو ملا تھا، وہ ان کی ہدایت کے لیے کافی تھا، اور ان کو اللہ کی کتاب ہی کی طرف بلایا جاتا ہے، تاکہ اس کے ذریعہ سے ہر طرح کے اختلاف دور ہو کر، حق وانصاف کا فیصلہ ہو جائے، کیونکہ قرآن مجید بھی آسمانی کتاب ہے، اور اس پر ایمان لانا، درحقیقت دوسری آسمانی کتابوں پر بھی ایمان لانا ہے، اور اس کا انکار کرنا، درحقیقت دوسری آسمانی کتابوں کا انکار ہے۔

لیکن اہلِ کتاب کا ایک گروہ اس سے انحراف اور اعراض کرتا ہے۔

جس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے طور پر یہ عقیدہ بنالیا ہے کہ ہم اولاً تو جہنم میں داخل نہ ہوں گے اور اگر داخل بھی ہوں گے، تو صرف گنے چنے چند دن ہی کے لیے داخل ہوں گے، پھر جہنم سے نکل کر جنت میں چلے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ان کو، ان کی گھڑی ہوئی باتوں نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے، جس کا اس دن پتہ چل جائے گا، جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے، اور ہر ایک کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اسی بات کا ذکر قرآن مجید کی دوسری آیت میں بھی ان الفاظ میں آیا ہے کہ:

وَقَالُوْا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْنَصٰرٰى. تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ. قُلْ

www.idaraghufran.org

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ .بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (سورۃ البقرۃ، رقم الآیات ۱۱۱، ۱۱۲)

ترجمہ: اور (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ کوئی ہرگز جنت میں داخل نہ ہوگا (مگر) یہ ان لوگوں کی آرزوئیں ہیں، آپ (ان کے جواب میں) کہہ دیجیے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔ہاں جو شخص اللہ کے سامنے گردن جھکا دے (یعنی ایمان لے آئے) اور وہ نیکوکار بھی ہو، تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور ایسے لوگوں کو نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (سورہ بقرہ)

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی حاکمیتِ اعلیٰ کا اس طرح ذکر فرمایا کہ آپ یہ کہیے کہ:

" اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ "

”اے اللہ! سب ملک کے مالک، عطاء کرتا ہے، تو جس کو چاہتا ہے حکومت کو، اور چھین لیتا ہے، تو جس سے چاہتا ہے، حکومت کو، اور عزت دیتا ہے، تو جس کو چاہتا ہے، اور ذلت دیتا ہے، تو جس کو چاہتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں ہر خیر ہے، بے شک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔داخل کرتا ہے تو، رات کو دن میں، اور داخل کرتا ہے تو، رات کو دن میں، اور نکالتا ہے تو، زندہ کو مردہ سے، اور نکالتا ہے، تو مردہ کو زندہ سے، اور رزق دیتا ہے تو، جس کو چاہتا ہے، بغیر حساب کے“

مذکورہ آیات اور دعاء میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حاکمیتِ اعلیٰ کی چند عظیم صفات کا ذکر فرمایا ہے، جن میں ایک صفت حکومت کے مالک ہونے کی ہے، یہ صفت اللہ کے ساتھ خاص ہے، اس کائنات اور اس کے تمام امور پر اصل حکومت اللہ تعالیٰ کی ہے، وہ جس کو چاہتا ہے، اس حکومت کا کچھ حصہ عطا فرما دیتا ہے، اور جس سے چاہتا ہے، چھین لیتا ہے، اور جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے

ذلت دیتا ہے۔

ہر چیز کا اختیار اسی کو ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے، یعنی کبھی رات کو چھوٹا کر کے دن میں داخل فرما دیتا ہے اور کبھی اس کے برعکس فرما دیتا ہے، سورج اور چاند، اسی کے ارادہ ومشیت اور اختیار سے چلتے ہیں، اور وہی زندہ چیز کو مردہ چیز سے نکالتا ہے، جیسا کہ انڈے سے بچہ کو نکالتا ہے اور اس کے برعکس زندہ سے مردہ چیز کو نکالتا ہے، جیسا کہ زندہ جانور سے مردہ انڈے کو نکالتا ہے، اور جس کو چاہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مذکورہ صفات کا قرآن مجید کی دوسری آیات میں بھی ذکر آیا ہے۔

چنانچہ سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (سورة آل عمران، رقم الآية ١٨٩)

ترجمہ: اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے (سورہ آل عمران)

سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (سورة المائدة، رقم الآية ١٨)

ترجمہ: اور اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے مابین کی حکومت، اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (سورہ مائدہ)

سورہ ہود میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِيْ مِنْ أَهْلِيْ وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ (سورة هود، رقم الآية ٤٥)

ترجمہ: اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ اے میرے رب! میرا بیٹا

بھی میرے گھر والوں میں ہے (اس کو بھی نجات عطا فرمائیے) آپ کا وعدہ سچا ہے اورآپ احکم الحاکمین ہیں (سورہ ھود)

سورہ نور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ (سورة النور، رقم الآية ۴۲)

ترجمہ: اور اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی حکومت، اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (سورہ نور)

سورہ زمر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَهٗ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (سورة الزمر، رقم الآية ۴۴)

ترجمہ: اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی حکومت، پھر اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے (سورہ زمر)

سورہ حدید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَهٗ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُوْرُ (سورة الحديد، رقم الآية ۵)

ترجمہ: اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی حکومت، اور اللہ ہی کی طرف سب اُمور لوٹائے جاتے ہیں (سورہ حدید)

اور جب اصل حکومت اللہ تعالیٰ کی ہے تو عزت اور ذلت بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

چنانچہ سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (سورة النساء، رقم الآية : ۱۳۹)

ترجمہ: پس بے شک عزت اللہ ہی کے لیے ہے، پوری (سورہ نساء)

سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (سورة يونس، رقم الآية ۶۵)

ترجمہ: بے شک عزت اللہ ہی کے لیے ہے، پوری (سورہ یونس)

سورہ فاطر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا (سورة فاطر، رقم الآية : ١٠)

ترجمہ: جو شخص ارادہ کرتا ہو، عزت کا، تو پس اللہ ہی کے لیے ہے عزت پوری (سورہ فاطر)

اور زندہ اور مردہ کو پیدا کرنے اور رات دن کو ایک دوسرے میں داخل کرنے کا ذکر بھی قرآن مجید کی کئی آیات میں آیا ہے۔

چنانچہ سورہ انعام میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَأَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (سورة الأنعام، رقم الآية : ٩٥)

ترجمہ: بے شک اللہ، پھاڑنے والا ہے دانے اور گھٹلی کو، نکالتا ہے وہ زندہ کو مردہ سے، اور نکالنے والا ہے وہ مردہ کو زندہ سے، یہ تمہارا اللہ ہے، پھر تم کہاں بہکائے جاتے ہو (سورہ انعام)

سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُوْنَ . فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنّٰى تُصْرَفُوْنَ (سورة يونس، رقم الآيات ٣١، ٣٢)

ترجمہ: کہہ دیجیے آپ کون ہے وہ جو رزق دیتا ہے تم کو، آسمان سے اور زمین سے، یا کون ہے وہ جو مالک ہے سننے اور دیکھنے کا، اور کون ہے وہ جو نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے، اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے، اور کون ہے وہ جو تدبیر کرتا ہے کام کی؟ تو عنقریب کہیں گے وہ، کہ اللہ ہے؟ پس آپ کہہ دیجیے کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔ پس یہ اللہ ہے، جو رب ہے تمہارا برحق، پس نہیں ہے حق کے بعد سوائے گمراہی کے، پس کہاں تم (حق سے) پھرائے جاتے ہو؟ (سورہ یونس)

سورہ حج میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

ذٰلِکَ بِأَنَّ اللّٰہَ یُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَیُوْلِجُ النَّھَارَ فِی اللَّیْلِ وَأَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ (سورۃ الحج، رقم الآیة : ٦١)

ترجمہ: یہ اس وجہ سے ہے کہ بے شک اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں، اور داخل کرتا ہے وہ، دن کو رات میں اور بے شک اللہ خوب سننے والا ہے، خوب دیکھنے والا ہے (سورہ حج)

سورہ روم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ (سورۃ الروم،رقم الآیة : ١٩)

ترجمہ: نکالتا ہے وہ زندہ کو مُردہ سے، اور نکالتا ہے وہ مُردہ کو زندہ سے، اور زندہ کرتا ہے وہ، زمین کو اس کی موت کے بعد، اور اسی طریقے سے نکالا جائے گا تم کو (سورہ روم)

سورہ لقمان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰہَ یُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَیُوْلِجُ النَّھَارَ فِی اللَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ إِلٰی أَجَلٍ مُّسَمًّی وَّأَنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ. ذٰلِکَ بِأَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ (سورۃ لقمان، رقم الآیات ٢٩ الیٰ ٣١)

ترجمہ: کیا نہیں دیکھا تو نے کہ بے شک اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں، اور داخل کرتا ہے وہ، دن کو رات میں، اور مسخر کیا اس نے سورج کو اور چاند کو، ہر ایک چل رہا ہے مقررہ مدت تک، اور بے شک اللہ ان چیزوں کی جو تم عمل کرتے ہو، خوب خبر رکھنے والا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ ہی حق ہے، اور بے شک وہ چیزیں کہ پکارتے ہو تم، اُس (اللہ) کے علاوہ کو، باطل ہیں، اور بے شک اللہ ہی بہت بلند ہے، بہت بڑا ہے (سورہ لقمان)

سورہ فاطر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

یُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَیُوْلِجُ النَّھَارَ فِی اللَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِأَجَلٍ مُّسَمًّی ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَہُ الْمُلْکُ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ. إِنْ تَدْعُوْھُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَ کُمْ وَلَوْ

www.idaraghufran.org

سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ (سورۃ فاطر، رقم الآیات ۱۳، ۱۴)

ترجمہ: داخل کرتا ہے وہ، رات کو، دن میں، اور داخل کرتا ہے وہ، دن کو، رات میں، اور مسخر کیا اس نے سورج کو اور چاند کو، ہر ایک چل رہا ہے، مقررہ مدت کے لیے، یہ تمہارا اللہ ہے، جو تمہارا رب ہے، اسی کے لیے ملک ہے، اور جن کو پکارتے ہو تم، اس کے علاوہ، نہیں مالک ہیں وہ گٹھلی کی باریک جھلی کے، اگر پکارو تم، ان کو، تو نہیں سنیں گے وہ، تمہاری پکار کو، اور اگر سن لیں وہ، تو جواب نہیں دیں گے وہ، تمہارے لیے (سورہ فاطر)

احادیث وروایات میں ''اَللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ'' والی دعاء کا ذکر آیا ہے اور بعض احادیث میں اس دعاء کو قرض سے نجات میں نہایت موثر قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَلَا أُعَلِّمُکَ دُعَاءً تَدْعُوْ بِهٖ لَوْ كَانَ عَلَيْکَ مِثْلُ جَبَلٍ دَيْنًا لَأَدَّى اللّٰهُ عَنْکَ؟ قُلْ يَا مُعَاذُ: اَللّٰهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ, تُؤْتِي الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ, وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ, وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ، بِيَدِکَ الْخَيْرُ إِنَّکَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ, رَحْمَانُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ, تُعْطِيْهُمَا مَنْ تَشَاءُ, وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ ارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاکَ (المعجم الصغیر،للطبرانی ۵۵۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی دعاء نہ سکھلا دوں کہ اگر آپ اس دعاء کو کریں، تو آپ کے اوپر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو، تو اللہ، آپ کی طرف سے اس کو ادا کرا دے گا، اے معاذ! آپ یہ دعاء کیجیے کہ:

''اَللّٰهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ, تُؤْتِي الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ

[1] قال المنذری:رواہ الطبرانی فی الصغیر بإسناد جید(الترغیب والترھیب، تحت رقم الحدیث ۲۸۰۳، ج۲ص ۳۸۱، کتاب البیوع)

www.idaraghufran.org

تَشَاءُ ,وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ ,وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ، بِيَدِكَ الْخَيْرِ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ,رَحْمَانُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ,تُعْطِيْهِمَا مَنْ تَشَاءُ ,وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ اِرْحَمْنِي رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ“

”اے اللہ! سب جہان کے مالک،تو جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے،اورتو جس سے چاہتا ہے،حکومت چھین لےتا ہے،اورتو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے،اورتو جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے، تیرے ہاتھ میں ہر خیر ہے، بے شک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے، دنیااورآخرت کا”رحمان“ ہے،تو دنیااورآخرت جس کو چاہے عطاءفرمادیتا ہے،اورجس کو چاہے اِن دونوں سے محروم فرمادیتا ہے،آپ مجھ پر ایسی رحمت نازل فرمایئے کہ وہ مجھے آپ کے علاوہ ہرقسم کی رحمت سے مستغنی کردے“(طبرانی)

بعض دوسری روایات میں بھی اس سے ملتا جلتا مضمون آیا ہے۔ ل

ل حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ النَّيْسَابُورِيُّ، ثنا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ الْعُمَرِيُّ، ثنا أَبُو زُرْعَةَ وَهْبُ اللهِ بْنُ رَاشِدٍ ثنا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مُعَاذًا فَقَالَ لَهُ :يَا مُعَاذُ، مَا لِي لَمْ أَرَكَ؟ قَالَ :يَا رَسُولَ اللهِ لِيَهُودِيٍّ عَلَيَّ أُوقِيَّةٌ مِنْ تِبْرٍ فَخَرَجْتُ إِلَيْكَ فَحَبَسَنِي عَنْكَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :يَا مُعَاذُ، أَلَا أُعَلِّمُكَ دُعَاءً تَدْعُو بِهِ؟ فَلَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِنَ الدَّيْنِ مِثْلُ جَبَلِ صَبِرٍ أَدَّاهُ اللهُ عَنْكَ -وَصَبِرٌ جَبَلٌ بِالْيَمَنِ -فَادْعُ بِهِ يَا مُعَاذُ قُلِ :اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ ، وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ ، وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ ، وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ، وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ، وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ، وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ، وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ رَحْمَنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِيمَهُمَا، تُعْطِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمَا، وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَاءُ ، ارْحَمْنِي رَحْمَةً تُغْنِينِي بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ "(المعجم الكبير،للطبرانی ، رقم الحديث ٣٢٣، ج٢٠ ص ١٥٤)

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّمْلِيُّ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ لِرَجُلٍ عَلَيَّ بَعْضُ الْحَقِّ فَخَشِيتُهُ، فَجَلَسْتُ فَلَبِثْتُ يَوْمَيْنِ لَا أَخْرُجُ، ثُمَّ خَرَجْتُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُعَاذُ، مَا خَلَّفَكَ؟ فَقُلْتُ: كَانَ لِرَجُلٍ عَلَيَّ حَقٌّ خَشِيتُهُ حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ وَكَرِهْتُ أَنْ يَلْقَانِي، فَقَالَ: أَلَا آمُرُكَ بِكَلِمَاتٍ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اللہ“ کا وہ ”اسمِ اعظم“ کہ جس کے ذریعے سے دعاء کی جائے، تو اللہ اس دعاء کو قبول فرمالیتا ہے، وہ سورہ آلِ عمران کی اس آیت میں ہے کہ ”قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ“ ؎1

علامہ ہیثمی نے اس روایت میں ”جسر بن فرقد“ راوی کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ؎2

جبکہ بعض اہلِ علم حضرات نے، اس روایت میں ایک دوسرے راوی ”محمد بن زکریا غلابی“ کو حدیث گھڑنے والا، ہونے کی وجہ سے اس روایت کو منگھڑت قرار دیا ہے۔

(کذا فی: سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۲۷۷۲)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک حدیث میں یہ مضمون مروی ہے کہ:

”سورہ فاتحہ، اور آیۃ الکرسی اور سورہ آلِ عمران کی مندرجہ ذیل دو آیتیں:

”شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ“

اور

”قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ إِلٰى قولِهٖ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ“

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تَقُولُهُنَّ إِنْ كَانَ عَلَيْکَ أَمْثَالُ الْجِبَالِ قَضَاهُ اللهُ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: " قُلِ:(اللّهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِي الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ، وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ)الَى قَوْلِهِ (بِغَيْرِ حِسَابٍ)إِلَى الْآخِرِ، رَحْمَنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِيمَهُمَا، تُعْطِي مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ، وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ، اللّهُمَّ أَغْنِنِي عَنِ الْفَقْرِ، وَاقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ، وَتَوَفَّنِي فِي عِبَادِكَ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِکَ "(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۳۳۲، ج۲۰ص ۱۵۹)

قال الهيثمی:رواه كله الطبرانی، وفی الرواية الأولى نصر بن مرزوق ولم أعرفه، وبقية رجالها ثقات، إلا أن سعيد بن المسيب لم يسمع من معاذ، وفی الرواية الثانية من لم أعرفه(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۴۴۱، ۱۷۴۴۲، باب الدعاء لقضاء الدين)

؎1 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْغَلَابِيُّ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ جَسْرِ بْنِ فَرْقَدٍ، ثنا أَبِي، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِکٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :اسْمُ اللهِ الْأَعْظَمُ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ مِنْ آلِ عِمْرَانَ :(قُلِ اللّهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِي الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ) إِلَى آخِرِهِ (المعجم الكبير،للطبرانی)

؎2 قال الهيثمی:رواه الطبرانی فی الأوسط، وفيه جسر بن فرقد، وهو ضعيف .(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۲۶۳)

www.idaraghufran.org

اللہ عزوجل اوراس کے حجاب کے درمیان لٹکی ہوئی ہیں،اور یہ آیات ، یہ دعاء کرتی ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنی زمین کی طرف اور اپنے نافرمان لوگوں کی طرف نازل فرمادیجیے،تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں نے یہ قسم اٹھالی ہے کہ میرے بندوں میں سے جوکوئی بھی تمہاری ہرنماز کے بعد قرائت کرے گا،تو میں جنت کو اس کا ٹھکانہ بنادوں گا،یا میں اسے''حظیرۃُ القدس ''نام کے مقام پرسکون عطاء کروں گا،یا اپنی آنکھوں سے اس کی طرف ہردن میں ستّر مرتبہ دیکھوں گا،یا میں ہردن میں اس کی ستّر حاجتیں پوری کردوں گا،جن میں پہلی حاجت مغفرت کی ہوگی،یا میں اس کو ہردشمن سے محفوظ کردوں گا،اوراس کے دشمن کے خلاف اس کی مدد کروں گا''

(ملاحظہ ہو:المجالس العشرۃ لابی محمد الحسن بن الخلال، رقم الحدیث ۱۴، المجلس الثانی)

لیکن ابنِ حبان نے اس روایت کوموضوع ومنگھڑت قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو:سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ، تحت رقم الحدیث ۶۹۸،۶۹۹)

جلد 1

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَۃِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیرحنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ والاکراہ
(6)...مجنوؔن، غضباؔن اور سکراؔن کی طلاق

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 2

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق
(2)...کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء
(3)...اشکالیات فلکیۃ وفقھیۃ حول تحدید مواقیت الصلاۃ.
(4)...کیفیۃُ التحقق من صحۃ مواقیت الصلاۃ فی التقاویم.

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 3

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر
(2)...بِدَایَۃُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَۃِ الْحَضَرِ وَالْمِصْرِ
(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم
(5)...محرَم کے بغیر سفر کا حکم

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 4

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیرُ اللہ کی نذرونیاز وذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 5

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)...خیرُ بِقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 6

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر
(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 7

علمی و تحقیقی رسائل

متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام سے متعلق
13 علمی، فقہی وتحقیقی رسائل کا مجموعہ

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 8

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب
(2)...تفرّد کی حقیقت

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 9

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...تمباکو نوشی کے احکام
(2)...ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق
(3)...حمد ونعت اور اس کی شرائط
(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد
(5)...انگور، کھجور و دیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق
(6)...بالوں میں وصل کی تحقیق
(7)...دَف کی تحقیق

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 10

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...پانی وڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق
(2)...نیند سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق
(3)...حرمت ونجاست سے متعلق اصول
(4)...تحقیق مسحِ رقبۃ
(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا
(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ
(7)...خواتین کی امامت وجماعت کا شرعی حکم
(8)...بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃ المسجد کا شرعی حکم
(9)...صلاۃُ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات کی تحقیق

مصنّف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اصلاحِ معاشرہ

رِشتہ داروں سے متعلق فضائل واحکام

نسب، خاندان، برادری اور قبیلہ وغیرہ کی حقیقت اور اس کا درجہ ومرتبہ
رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے فضائل وفوائد اور قطع رحمی کے قبائح ونقصانات
صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کی وعید، صلہ رحمی اور قطع رحمی کی حقیقت اور صورتیں،
والدین سے صلہ رحمی، بہن بھائیوں، اولاد، زوجین اور دیگر اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی
صلہ رحمی کے طریقے اور صلہ رحمی وحسنِ سلوک سے متعلق احکام وآداب
اور مختلف قسم کے رشتہ داروں کے بارے میں احکام

مصنّف
مفتی محمد رضوان

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام) (اضافہ واصلاح شدہ چھٹا ایڈیشن)

ماہِ ربیعُ الآخر

اسلامی سال کے چوتھے مہینے ''ربیعُ الآخر''
جس کو ''ربیعُ الثّانی'' بھی کہا جاتا ہے، کے متعلق شرعی احکام
اس مہینہ کے حوالہ سے معاشرے میں رائج منکرات ومفاسد
اور غلط فہمیوں پر مدلّل ومفصّل کلام
ماہِ ربیعُ الآخر کے تاریخی واقعات وحالات

مصنّف
مفتی محمد رضوان خان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

کسی مسلم کو کافر قرار دینے کا وبال

آج کل کسی مسلمان پر کفر کا حکم اور فتویٰ لگانے میں بڑی بے احتیاطی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

حالانکہ احادیث میں کسی مسلمان کو کافر کہنے، یا کافر قرار دینے کی شدید ممانعت اور سخت برائی و مذمت آئی ہے۔

اس طرح کی چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا (صحيح البخارى،رقم الحديث ٦١٠٣،كتاب الادب، باب من كفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کو یہ کہے کہ "اے کافر" تو اس (کافر کہنے) کا ان دونوں میں سے کوئی ایک مستحق ہوجاتا ہے (بخاری)

اس طرح کی حدیث حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَيُّمَا امْرِءٍ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ (صحيح

[1] عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما :أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :أيما رجل قال لأخيه يا كافر، فقد باء بها أحدهما(بخارى، رقم الحديث ٦١٠٤،مسلم، رقم الحديث ١١١"٦٠")

www.idaraghufran.org

مسلم،رقم الحدیث ٦٠،کتاب الایمان،باب بیان حال إیمان من قال لأخیه المسلم :یا کافر، مسند احمد،رقم الحدیث ۵۸۲۴) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے بھی اپنے مسلمان بھائی کو یہ کہا کہ اے کافر! تو اس کا ان دونوں میں سے کوئی ایک مستحق ہوجاتا ہے، اگر وہ ایسا ہی ہو، جیسا اس نے کہا تو ٹھیک ہے، ورنہ وہ (کافر کہنا) اس کہنے والے پر لوٹ جاتا ہے (مسلم،مسنداحمد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا يَرْمِيْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ، وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ، إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ (صحیح البخاری،رقم الحدیث ۶۰۴۵،کتاب الادب،باب ما ینهی من السباب واللعن)

ترجمہ: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی آدمی بھی دوسرے آدمی پر فاسق ہونے کا الزام لگاتا ہے، یا کفر کا الزام لگاتا ہے، اور وہ اس (کفر، یا فسق) کا مستحق نہیں ہوتا، تو یہ (کفر، یا فسق کا) الزام اسی (الزام لگانے والے) کی طرف لوٹ کر آجاتا ہے (بخاری)

مذکورہ حدیث میں نہ صرف دوسرے پر کفر کا الزام عائد کرنے کو خطرناک طرزِ عمل قرار دیا گیا ہے، بلکہ فاسق کا الزام عائد کرنے کو بھی خطرناک طرزِ عمل بتلایا گیا ہے، جس پر ہر مسلمان کو غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ: عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ (صحیح مسلم،رقم الحدیث ۱۱۲ ”۶۱“کتاب الایمان،باب بیان حال ایمان من رغب عن ابیه وهو یعلم)

---

[1] قال شعیب الارنؤوط:إسناده صحیح علی شرط الشیخین(حاشیة مسند احمد)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: اور جس نے کسی آدمی کو کفر کے ساتھ پکارا، یا یہ کہا کہ اے اللہ کے دشمن! حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے، تو یہ اسی کہنے والے پر لوٹ کر آ جائے گا (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَكْفَرَ رَجُلٌ قَطُّ إِلَّا بَاءَ أَحَدُهُمَا بِهَا إِنْ كَانَ كَافِرًا وَإِلَّا كَفَرَ بِتَكْفِيرِهِ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٢٤٨، كتاب الايمان، باب ماجاء في صفات المومنين، فصل ذكر البيان بان من اكفر انسانا فهو كافر لامحالة،موارد الظمآن، رقم الحديث ٦٠، باب فيمن أكفر مسلما) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے بھی کسی کی تکفیر کی (یعنی اسے کافر قرار دیا) تو ان دونوں میں سے ایک ضرور اس کا مستحق ہو جاتا ہے، اگر وہ کافر ہے (جس کی تکفیر کی گئی ہے) تو فبھا، ورنہ دوسرے کو کافر قرار دینے والا کافر قرار پاتا ہے (ابن حبان، موارد الظمآن)

مذکورہ احادیث وروایات کے پیشِ نظر ہر مسلمان کو دوسرے پر کفر کا الزام عائد کرنے سے پہلے سوچ لینا چاہیے۔

اسی لیے اہلِ حق محققین نے دوسرے پر کفر کا حکم لگانے میں سخت احتیاط برتی ہے، اور جب تک کسی مسلمان کے قول وفعل میں کفر سے بچنے کی کوئی بھی موثر تاویل ہوسکتی ہو، خواہ اس تاویل کے نتیجہ میں وہ شخص جس کے حق میں تاویل کی گئی، گناہ گار کیوں نہ ٹھہرتا ہو، تب بھی کفر کا حکم لگانے سے اجتناب کو اختیار کیا ہے۔

اگر کوئی کسی کو مسلمان سمجھنے کے باوجود اس کے کافر کہنے کو عقیدہ کے اعتبار سے حلال سمجھ کر اختیار

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:سلمة بن الفضل _وهو الأبرش الأنصارى _كثير الخطأ إلا أنه أثبت الناس فى ابن إسحاق فيما نقله ابن معين عن جرير، وابن إسحاق لم يصرح بالتحديث، وباقى رجال الإسناد ثقات، ويشهد له حديث ابن عمر التالى، وحديث أبى هريرة، عند البخارى "(حاشية ابن حبان)

وقال حسين سليم اسد الدارانى : رجاله ثقات، سلمة بن الفضل هو أبو عبد الله الأبرش، ترجمه البخارى فى التاريخ 4/ 84 وقال: وهنه على ."وقال فى "الضعفاء "برقم ... " :(149)ولكن عنده مناكير، وفيه نظر (حاشية موارد الظمآن)

www.idaraghufran.org

کرے، تو پھر تو وہ بلاشبہ کافر ہوجاتا ہے، کیونکہ اس نے گویا کہ اسلام کو کفر قرار دے دیا، اور اگر عقیدہ کے اعتبار سے تو کسی مسلمان کو کافر قرار نہ دے، تو پھر بہت سے فقہاء کے نزدیک سخت گناہ گار ہوتا ہے، اور ایسا کرنے والا کم از کم فاسق ضرور قرار پاتا ہے، جبکہ بعض اہلِ علم حضرات، مذکورہ احادیث کے پیشِ نظر اس صورت میں بھی اس کے کافر ہونے کے قائل ہیں۔ [1]

---

[1] عن ابن عمر رضى الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما امرء قال لأخيه: يا كافر، فقد باء بها أحدهما إن كان كما قال، وإلا رجعت عليه .

وقال الحنفية بفسق القائل .قال السمرقندى: وأما التعزير فيجب فى جناية ليست بموجبة للحد، بأن قال: يا كافر، أو يا فاسق، أو يا فاجر .

وقال الحنابلة من أطلق الشارع كفره، مثل قوله صلى الله عليه وسلم: من أتى كاهنا أو عرافا فصدقه بما يقول فقد كفر بما أنزل على محمد صلى الله عليه وسلم .

فهذا كفر لا يخرج عن الإسلام بل هو تشديد.

وقال الشافعية: من كفر مسلما ولو لذنبه كفر؛ لأنه سمى الإسلام كفرا، ولخبر مسلم: من دعا رجلا بالكفر أو قال عدو الله وليس كذلك إلا حار عليه .أى رجع عليه هذا إن كفره بلا تأويل للكفر بكفر النعمة أو نحوه وإلا فلا يكفر، وهذا ما نقله الأصل عن المتولى، وأقره، والأوجه ما قاله النووى فى شرح مسلم أن الخبر محمول على المستحل فلا يكفر غيره، وعليه يحمل قوله فى أذكاره أن ذلك يحرم تحريما مغلظا

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٢، ص١٨٥، و ص١٨٦، مادة "ردة")

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

خواتین کے مساجد میں آنے کو ناجائز قرار دینا

(27ربیع الاول1441ھ)

کئی احادیث میں صراحتاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم موجود ہے کہ تم اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد میں آنے سے منع نہ کرو، اوران کو مساجد میں آنے کی اجازت دے دو۔

اسی کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو خوشبو لگا کر مساجد میں آنے، بلکہ خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنے سے منع فرمایا ہے، اور عورت کو اجنبی و نامحرم کے لیے خوشبو لگانے پر سخت ناراضگی و ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ (مسلم،رقم الحديث ۴۴۲"۱۳۶"كتاب الصلاة،باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة، وأنها لا تخرج مطيبة)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کی بندیوں (یعنی عورتوں) کو اللہ کی مساجد میں آنے سے منع نہ کرو (مسلم)

حضرت سالم سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُوْلُ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ نِسَاؤُكُمْ إِلَى الْمَسَاجِدِ فَأْذَنُوْا لَهُنَّ (مسلم، رقم الحديث ۴۴۲"۱۳۷")

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا کہ جب تمہاری عورتیں مساجد جانے کی اجازت طلب کریں، تو تم انہیں اجازت دے دو (مسلم)

حضرت حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَمْنَعُوا نِسَائَكُمُ الْمَسَاجِدَ، وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ (سنن أبی داود، رقم الحديث ٥٦٧) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنی عورتوں کو مساجد سے نہ روکو، البتہ ان کے گھر ان کے لیے زیادہ بہتر ہیں (ابوداود)

حضرت نافع سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ، وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ (المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ٣٤١١، مسند البزار، رقم الحديث ٥٨١٠) [2]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح فقد سمع حبيب بن أبی ثابت من ابن عمر نص علی ذلک يحيی بن معين فی "تاريخه "برواية الدوری ص 373قال البجلی فی "ثقاته :"سمع من ابن عمر غير شیء ,ومن ابن عباس .وصححه ابن دقيق العيد فی "الاقتراح "ص.430 (حاشية سنن ابی داود)

[2] قال أبو حذيفة، نبيل بن منصور البصارة :

وقال: لم يَرو هذا الحديث عن ابن عجلان إلا يحيی بن أيوب، تفرد به عمرو بن الربيع بن طارق"

قلت: وهو ثقة كما قال العجلي وغيره، ويحيی بن أيوب صدوق، وابن عجلان ونافع ثقتان، وابن زولاق ذكره بن الأثير فی "اللباب (81 /2) "ولم يذكر فيه جرحًا ولا تعديلا.

وللحديث طريق أخری ستأتی فی الحديث الذی بعده (انيس الساری تخريج احاديث فتح الباری، ج٩، ص ٦٢٢٧)

وقال الحوينی:

قال الطبرانیُّ: "لم يرو هذا الحديث عن محمد بن عجلان، إلَّا يحيی ابن أيوب، تفرَّد به: عمرو بن الربيع بن طارق ."

قُلْتُ: رضی الله عنک!

فلم يتفرَّد به عمرو بن الربيع، بل تابعه معاذ بن فضالة، ثنا يحيی بن أيوب المصری بسنده سواء.

أخرجه السراج فی "مسنده) "ج / 2ق1 / 23) قال: حدثنا حامد بن سهل، ثنا معاذ بن فضالة (تَنْبِيهُ الهَاجِدْ إِلَی مَا وَقَعَ مِنَ النَّظَرِ فی كُتُبِ الْأَمَاجِدِ لابی إسحاق الحوينی، ج ١، ص ٢٣٥ و ٢٣٦، تحت رقم الحديث ١٨٦)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کی بندیوں کو، اللہ کی مساجد میں آنے سے نہ روکو، لیکن وہ بن سنور کر (اور خوشبو لگا کر) نہ نکلیں (طبرانی، بزار)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ، وَلٰكِنْ لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ (سنن أبي داود، رقم الحديث ۵۶۵، باب في خروج النساء إلى المسجد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کی بندیوں کو، اللہ کی مساجد میں آنے سے نہ روکو، لیکن وہ بن سنور کر (اور خوشبو لگا کر) نہ نکلیں (ابوداود)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيْبًا (مسلم، رقم الحديث ۴۴۳ "۱۴۲")

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں آئے، تو وہ خوشبو نہ لگائے (مسلم)

حضرت نافع سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةٌ لِعُمَرَ تَشْهَدُ صَلَاةَ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ، فَقِيْلَ لَهَا: لِمَ تَخْرُجِيْنَ وَقَدْ تَعْلَمِيْنَ أَنَّ عُمَرَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ وَيَغَارُ؟ قَالَتْ: وَمَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْهَانِي؟ قَالَ: يَمْنَعُهُ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ (بخارى، رقم الحديث ۹۰۰، كتاب الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم؟)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن من أجل محمَّد بن عمرو -وهو ابن علقمة الليثي -وباقي رجاله ثقات. حماد: هو ابن سلمة (حاشية، سنن ابى داود)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (اُن کے والد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ صبح اور عشاء کی نماز کے لئے مسجد کی جماعت میں حاضر ہوتی تھیں، اُن سے کہا گیا کہ آپ (نماز کے لئے گھر سے) کیوں نکلتی ہیں؟ دراں حالیکہ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمر اس کو مکروہ سمجھتے ہیں، اور انہیں اس پر غیرت آتی ہے، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ پھر حضرت عمر کو کون سی چیز اس بات سے روکتی ہے کہ وہ مجھے اس سے منع کریں؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منع کرتا ہے کہ تم اللہ کی بندیوں (یعنی عورتوں) کو اللہ کی مساجد میں آنے سے منع نہ کرو (بخاری)

اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ خواتین کو مساجد میں آنے سے مطلقاً منع کرنے اور اس کو حرام قرار دینے کے بجائے ان کو خوشبو وغیرہ لگا کر آنے سے منع کرنا چاہیے، جیسا کہ احادیث میں خواتین کو مساجد میں آنے سے منع کرنے اور خوشبو لگا کر آنے کی ممانعت آئی ہے۔

خواتین کے فی نفسہٖ مساجد میں آنے کے جواز کی مخصوص احادیث وروایات کے علاوہ ایک اہم دلیل یہ بھی ہے کہ تمام مساجد میں اعظم مسجد، مسجدِ حرام اور اس کے بعد مسجدِ نبوی ہے، لیکن ان دونوں مساجد میں عہدِ رسالت سے لے کر آج تک خواتین کی آمد ورفت پر تعامل چلا آتا ہے، حرمین شریفین میں نماز کے علاوہ نفلی طواف اور زیارتِ قبرالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی خواتین کی آمد ورفت کا تعامل پایا جاتا ہے، جہاں پر ہمہ وقت دنیا بھر کے مرد حضرات کی آمد ورفت کا بھی سلسلہ جاری ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ اور طرزِ عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کو مساجد میں آنے سے مطلقاً منع کرنے کے بجائے، ان کو شرائط کا پابند بنانے کی کوشش کی جائے، مثلاً یہ کہ وہ زیب و زینت کا اظہار کر کے اور خوشبو لگا کر مساجد میں نہ آئیں۔

اگر کسی مسجد، یا بعض مساجد میں خواتین کے لیے باپردہ طریقہ پر نماز کا معقول انتظام کر دیا جائے اور ساتھ ہی خواتین کو خوشبو لگا کر آنے اور اپنی زیب وزینت کے اظہار سے بھی منع کیا جائے تو پھر بھی بعض حضرات کی طرف سے اس پر نکیر کرنا، درست طرزِ عمل معلوم نہ ہوا۔

بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اس طرح کی نکیر پر سخت ناراضگی و برہمی منقول ہے۔

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَ كُمُ الْمَسَاجِدَ إِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ إِلَيْهَا قَالَ: فَقَالَ بِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ، قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ: فَسَبَّهُ سَبًّا سَيِّئًا مَا سَمِعْتُهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ: أُخْبِرُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ (مسلم، رقم الحديث ۴۴۲ "۱۳۵" كتاب الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة، وأنها لا تخرج مطيبة)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم اپنی عورتوں کو مساجد میں آنے سے نہ روکو، جب وہ تم سے اس کی اجازت طلب کریں، حضرت سالم کہتے ہیں کہ (ان کے بھائی) بلال بن عبداللہ نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم ان کو (مساجد سے) ضرور منع کریں گے، جس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اتنا بُرا بھلا کہا کہ میں نے اس طرح کا بُرا بھلا کہنا آپ سے کبھی نہیں سُنا، اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر دیتا ہوں (کہ تم عورتوں کو مساجد سے منع نہ کرو) اور آپ (اس کے مقابلہ میں) کہتے ہیں کہ ہم ان کو ضرور منع کریں گے (مسلم)

اس طرح کی اور بھی کئی روایات مروی ہیں۔

بہر حال خواتین کو مساجد میں آنے کے علی الاطلاق عدمِ جواز پر زور دینا اور اس انداز میں اس مسئلہ کی تبلیغ و تشہیر کرنا، جیسا کہ بذاتِ خود خواتین کا مساجد میں آنا ہی ناجائز و گناہ ہے، خواہ کوئی شرعی اصولوں کی پابندی بھی کرے، یہ درست طریقہ نہیں ہے۔

اس موضوع پر بندہ نے چند دن پہلے ایک مدلل و مفصل تالیف بھی کی ہے، جس میں اس مسئلہ کے متعلق احادیث و روایات اور آثار کا غیر معمولی ذخیرہ جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اور ساتھ ہی مختلف فقہائے کرام و محدثینِ عظام کی تصریحات بھی نقل کی گئی ہیں، جو امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ

جلد ہی شائع ہو جائے۔

اگر کسی صاحبِ علم کو بندہ کے موقف سے اختلاف ہو، تو اس میں فی نفسہ کوئی برائی نہیں، لیکن اسی کے ساتھ ضروری ہے کہ پہلے بندہ کی طرف سے پیش کردہ مفصل موقف کو ملاحظہ کر لیا جائے، اور اگر اس کے باوجود اختلاف ہو، تو اس کا علمی و تحقیقی انداز میں اظہار کیا جائے، جیسا کہ الحمدللہ بندہ بھی ایک مدت سے اسی طرز پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

دین کے مسائل میں اختلاف، برائے اختلاف، یا غیر تحقیقی و غیر سنجیدہ اختلاف کا طرزِ عمل سخت نقصان دہ ہے، جس کے نتائجِ بد سے آج امتِ مسلمہ دوچار ہے۔

اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین۔

داؤد ظاہری وغیرہ کا اختلاف اجتہادی ہے

(17ربیع الآخر1441ھ)

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ ائمۂ اربعہ کا عام طور پر اختلاف، اجتہادی ہوتا ہے، یعنی جس مسئلہ میں ائمۂ اربعہ کا اختلاف ہو، وہ مسئلہ ''مجتہد فیہ'' کہلاتا ہے۔

لیکن اس بات سے بہت سے اہلِ علم حضرات واقف نہیں کہ ائمۂ اربعہ کے علاوہ جو مجتہدینِ عظام ہوئے ہیں، اور ان کو مجتہدِ مطلق کی فہرست میں شمار کیا گیا ہے، ان کا کسی مسئلہ میں اختلاف بھی ''اجماع'' میں مُخِل ہے، جس کی وجہ سے مسئلہ ''مجتہد فیہ'' کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے، اور اس کی وجہ سے گمراہی اور فسق کا حکم لگانا درست نہیں ہوتا، بلکہ اگر کوئی مسئلہ غیر مقبول ہو، تب بھی اس طرح کا حکم لگانا درست نہیں ہوتا۔

علامہ عبدالحیئ لکھنوی رحمہ اللہ، ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

> اگرچہ صحیح اس باب میں، جمہور کا قول ہے، مگر داؤد ظاہری کو، اس کے خلاف سے، گمراہ کہنا جائز نہیں ہے، کیونکہ مسائلِ شرعیہ کا اختلاف، تفسیق و تضلیل کا باعث نہیں ہے۔

''تذکرۃُ الحفاظ'' میں ہے:

قال یحییٰ بن سعید الانصاری: أهل العلم أهل توسعة, وما برح

www.idaraghufran.org

المفتون يختلفون فيحلل هذا ويحرم هذا فلا يعيب هذا على هذا ولا هذا على هذا(تذكرة الحفاظ للذهبي، ج ۱ ص ۱۰۵ ،الطبقة الرابعة من الكتاب)

’’یعنی یحییٰ بن سعید انصاری کہتے ہیں کہ اہلِ علم، اہلِ وسعت ہیں، مفتی، ہمیشہ اختلاف کرتے ہیں، کوئی حلال کہتا ہے، کوئی حرام، لیکن اس اختلاف کی بدولت کسی کو دوسرے کی برائی نہ کرنا چاہیے‘‘۔

اور’’شرح مقاصد‘‘میں ہے:

المحققون من الماتريدية والاشاعرة ، لاينسب احدهما الآخر الى البدعة والضلالة، خلافا للمبطلين المتعصبين ، حتى ربما جعلوا الاختلاف فى الفروع ايضاً بدعة وضلالة .

’’یعنی محققین ماتریدیہ واشاعرہ میں سے کوئی دوسرے کی جانب ، بدعت وضلالت کی نسبت نہیں کرتے ، برخلاف مبطلین متعصبین کے کہ وہ بسا اوقات فروعی اختلافات کو بھی بدعت وضلالت کہنے لگتے ہیں‘‘

اور کسی مجتہد کو، اور ایسا ہی داؤد ظاہری کو کسی مسئلے میں کہ انہوں نے جمہور، یا ائمۂ اربعہ کے خلاف کیا ہو، اگرچہ ان کا وہ مسئلہ غیر مقبول وباطل ہو، گمراہ کہنا درست نہیں ہے

(مجموعہ فتاویٰ عبدالحی، ج۲،ص۲۶،۲۷، کتاب النکاح، مطبوعہ: ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

تکرارِ طلاق کی مخصوص صورتوں کا حکم

(25ربیع الآخر 1441ھ)

ایک وقت میں تین طلاقیں واقع ہونے کا جو حکم، جمہور کے نزدیک ہے، وہ اس صورت میں ہے، جبکہ ایک وقت میں باضابطہ تین طلاقیں دی جائیں، مثلاً یہ کہا جائے کہ’’تجھے تین طلاقیں ہیں‘‘ یا ’’میں تجھے پہلی، دوسری اور تیسری طلاق دیتا ہوں‘‘ وغیرہ وغیرہ۔

اور اگر کوئی شخص تین الفاظ میں طلاق کی صراحت تو نہ کرے، البتہ’’طلاق ہے، طلاق ہے‘‘ وغیرہ جیسے الفاظ تین مرتبہ دہرائے، تو اگر اس کی نیت ان الفاظ کو تین مرتبہ دہرانے سے تین طلاقوں کی ہی

ہو،تو ائمۂ اربعہ کے نزدیک اور جمہور کے نزدیک تینوں طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔ [1]

اوراگر مذکورہ صورت میں تین طلاقوں کی نیت نہ ہو، بلکہ ایک ہی طلاق کو بار بار دہرانے ، یا دوسرے کوایک طلاق واقع کرنے کے سمجھانے کی نیت ہو،اورطلاق دینے والا اس نیت کے ہونے کا دعویٰ کرے،تو حنفیہ کےنزدیک اس کی یہ نیت''دیانۃً''قبول کرلی جائے گی،لیکن''قضاءً''قبول نہیں کی جائے گی، بلکہ حنفیہ کے نزدیک اس کی بیوی کو بھی ایسی نیت کا اعتبار کرنا جائز نہ ہوگا''لان المرأۃ کالقاضی''

جبکہ دیگر فقہائے کرام کے نزدیک مذکورصورت میں شوہر کی نیت''قضاءً''اور''دیانۃً''دونوں طریقوں سے قبول کرلی جاتی ہے،اوراس صورت میں ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے۔

ایک صورت یہ بھی ہے کہ شوہر کی ایک سے زیادہ مرتبہ طلاق کے الفاظ سے کچھ نیت نہ ہو، یعنی نہ تو ایک طلاق کی نیت ہو،اورنہ ہی دو، یا تین طلاق کی نیت ہو،تو پھر اکثر فقہائے کرام کے نزدیک تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی،البتہ بعض فقہاء اور علامہ ابنِ حزم کے نزدیک اس صورت میں بھی ایک طلاق واقع ہوتی ہے، کیونکہ یہاں تاکید کا احتمال پایا جاتا ہے،لہٰذا یقینی صورت کو ترجیح حاصل ہوگی۔

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک سے زیادہ مرتبہ الفاظِ طلاق دہرانے اورکوئی نیت نہ ہونے کا مسئلہ، صراحتاً تین طلاقیں دینے سے اھون ہے۔

آج کل جہالت،کم علمی، دینی مسائل سے ناواقفیت اور دینی احکام کی اہمیت نہ ہونے کی وجہ سے

---

[1] البتہ علامہ ابن تیمیہ اور بعض اہلِ ظاہر کے نزدیک مذکورہ صورت میں ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔

تكرار الطلاق فی المجلس الواحد:

لو قال لمدخول بها ومن فی حكمها: أنت طالق أنت طالق أنت طالق، فی مجلس واحد، ونوى تكرار الوقوع، فإنه يقع ثلاثا عند الأئمة الأربعة، ولا تحل له حتى تنكح زوجا غيره.وهو قول ابن حزم،لما روى عن محمود بن لبيد، قال: أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعا، فغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال: أيلعب بكتاب الله عز وجل وأنا بين أظهركم؟ حتى قام رجل فقال: يا رسول الله ألا أقتله؟

وعند بعض أهل الظاهر تقع طلقة واحدة .وهو قول ابن عباس، وبه قال إسحاق وطاوس وعكرمة، لما فی صحيح مسلم أن ابن عباس قال: كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبی بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة، فقال عمر: إن الناس قد استعجلوا فی أمر كان لهم فيه أناة، فلو أمضيناه عليهم، فأمضاه عليهم(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ا ص ٢١٠، ٢١١، مادة "اتحاد")

www.idaraghufran.org

اکثر عوام کا حال یہ ہے کہ انہیں طلاق کے احکام اور اس کی مختلف صورتوں میں فرق کا بھی علم نہیں، اور وہ غصہ میں آ کر سوچے سمجھے بغیر، متعدد مرتبہ طلاق کے الفاظ بول دیتے ہیں، اور بعض فقہائے کرام نے مجتہد فیہ مسائل میں جہالت کو عذر تسلیم کیا ہے۔

اس لیے موجودہ حالات میں اگر کوئی شخص تین مرتبہ طلاق کے الفاظ دہرا کر یہ دعویٰ کرے کہ اس نے ایک طلاق کی نیت کی تھی، تو بندہ کے نزدیک ''فیما بینی وبین اللہ'' بعض دوسرے فقہاء کے قول پر عمل کرتے ہوئے، اس کی نیت کو ''قضاءً'' و ''دیانةً'' قبول کیے جانے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، مزید احتیاط کے لیے اس سے حلف لیا جا سکتا ہے۔

اور اگر شوہر نے کوئی بھی نیت نہ کی ہو، یعنی نہ تو ایک طلاق کی اور نہ ہی تین طلاق کی، جیسا کہ لاعلم عوام کا حال ہے، تو اس صورت میں بھی بندہ کا ذاتی رجحان بعض فقہاء اور ابنِ حزم کے قول پر ایک طلاق قرار دینے کی گنجائش کی طرف ہے، اگرچہ شافعیہ وغیرہ نے اس کو مرجوح قول قرار دیا ہے، لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مرجوح ہونا اس صورت میں ہونا چاہئے، جبکہ ایک اور تین کے احکام میں متکلم کو فرق معلوم ہو، اور جہاں ایسا نہ ہو، جیسا کہ آج کل کے بیشتر عوام کی حالت ہے، اور متکلم خود بھی اس کا اعتراف کر رہا ہو، تو اگر متکلم کی بات پر اطمینان ہو، تو پھر حکم مختلف ہونا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ [1]

---

[1] وإن أراد التأكيد أو الإفهام فإنه تقع واحدة .

وتقبل نية التأكيد ديانة لا قضاء عند الحنفية والشافعية، وتقبل قضاء وإفتاء عند المالكية والحنابلة.
وإن أطلق فيقع ثلاثا عند الحنفية والمالكية والحنابلة، وهو الأظهر عند الشافعية؛ لأن الأصل عدم التأكيد .
والقول الثاني عند الشافعية أنه تقع طلقة واحدة؛ لأن التأكيد محتمل، فيؤخذ باليقين .وهو قول ابن حزم .
ومثل: أنت طالق أنت طالق أنت طالق، قوله: أنت طالق طالق طالق، عند الحنفية والمالكية والشافعية وكذلك الحنابلة، في وقوع الطلاق وتعدده عند نيته، وفي إرادة التأكيد والإفهام .أما عند الإطلاق فإنه يقع الطلاق ثلاثا في الأولى، وتقع واحدة في الثانية (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ا ص ا ا ٢، مادة "اتحاد")
فإن لم ينو عددا من الطلاق فهي واحدة، لأنها أقل الطلاق فهي اليقين الذى لا شك فيه أن يلزمه، ولا يجوز أن يلزم زيادة بلا يقين... :فلو قال لموطوءة :أنت طالق أنت طالق أنت طالق -فإن نوى التكرير لكلمته الأولى وإعلامها فهي واحدة، وكذلك إن لم ينو بتكراره شيئا -فإن نوى بذلك أن كل طلقة غير الأخرى فهي ثلاث إن كررها ثلاثا، ولا اثنتان إن كررها مرتين بلا شكفلو قال لغير موطوءة منه :أنت طالق أنت طالق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

”مجموعۂ فتاویٰ عبدالحیٔ“ میں ہے کہ:

سوال......: زید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین مرتبہ کہہ دیا کہ ”تجھ پر طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے“ لیکن اس نے غصے میں بلانیتِ ایقاعِ ثلاثہ اور بے معنیٰ اور حکم سمجھے ہوئے کہا ہے۔

پس تین طلاق واقع ہوں گی، یا نہیں؟

یہاں بعض کہتے ہیں کہ حکم ظاہرِ احادیث کے واقع نہ ہوں گی، اور بعض کہتے ہیں کہ فقہائے محدثین کی تحقیق کے موافق واقع ہوں گی۔

پس آپ فرمائیں کہ اس بارے میں چاروں مذہب کا اختلاف ہے، یا اتفاق؟ اور کون حدیث سند ہے، اور نہ واقع ہونے پر کون حدیث دلالت کرتی ہے، اور پھر اس حدیث میں کیا علت تھی، اور کون حدیث اس کے معارض ہوئی، جو اہلِ مذہب نے چھوڑ دیا؟

جواب......: جو شخص، تین طلاق دے، اور اس کا مقصد، اخیر سے تاکید نہ ہو، تو اس صورت میں جمہور صحابۂ وتابعین وائمۂ اربعہ، واکثر مجتہدین وبخاری، وجمہور محدثین کے مذہب کے موافق، تین طلاق واقع ہوں گی، البتہ بوجہ ارتکاب، خلاف طریقۂ شرعیہ کے گناہ لازم ہوگا (بیک وقت تین طلاق واقع ہونے کے دلائل تحریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں) باقی وہ حدیث، جو صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے:

كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأبي بكر، وسنتين من خلافة عمر، طلاق الثلاث واحدة، فقال عمر بن الخطاب: إن الناس قد استعجلوا في أمر قد كانت لهم فيه أناة، فلو أمضيناه عليهم، فأمضاه عليهم.

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أنت طالق فهى طلقة واحدة فقط، لأن تكراره للطلاق وقع -وهى فى غير عدة منه -إذ لا عدة على غير موطوءة بنص القرآن وهى أجنبية بعد، وطلاق الأجنبية باطل.

واختلف الناس فى هذا :-فقالت طائفة كما قلنا(المحلى بالاثار لابن حزم، ج١٩، ص١٥٣، كتاب النكاح)

www.idaraghufran.org

’’کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دو برس تک، تین طلاقوں سے ایک طلاق واقع ہوا کرتی تھی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ اس بات میں جلدی کرنے لگے ہیں، جس میں ان کو تاخیر کا حکم تھا (یعنی حکم تو الگ الگ وقتوں میں تین طلاق دینے کا تھا، اور وہ ایک ہی وقت میں تین کی نیت کے ساتھ طلاقیں دینے لگے ہیں، اور پہلے اس طرح تین کی نیت نہ کیا کرتے تھے) پس اگر ہم تین ہی نافذ کردیں تو مناسب ہوگا، چنانچہ انہوں نے تین طلاق ہی واقع ہوجانے کا حکم دے دیا‘‘

تو جمہور فقہاء ومحدثین کے نزدیک، اس کی تاویل یہ ہے کہ اوائل میں تین مرتبہ طلاق کے الفاظ اگر کہتے تھے، تو اس سے تاکید منظور ہوتی تھی، اس وجہ سے وہ ایک ہی طلاق مانی جاتی تھی، نہ یہ کہ تین الفاظ سے تین طلاق بھی مقصود ہو، اور پھر وہ ایک ہی طلاق مانی جائے۔

اس کو نووی اور ابنِ ہمام وغیرھما نے ذکر کیا ہے (مجموعہ فتاویٰ عبدالحی، ج۲ص۷۴،۷۵، کتاب النکاح، مطبوعہ: ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

مذکورہ فتویٰ میں، تاکید کی نیت نہ ہونے کی صورت میں ہی، جمہور کے نزدیک تین طلاق واقع ہونے کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

اور موجودہ دور میں، جبکہ عام طور پر عامۃ الناس کی نیت، تین طلاق دینے کی نہیں ہوتی، تو اس کو تین طلاق دینے کی نیت، یعنی ’’قد استعجلوا‘‘ میں داخل کرنا مناسب نہیں۔

اور آج کل، جو بعض فتاویٰ میں تاکید کی نیت ہونے کی صورت میں بھی تین طلاق کے حکم کو جمہور اور ائمۂ اربعہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، یہ خلافِ واقعہ ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں ’’مجموعۂ فتاویٰ عبدالحیؒ‘‘ میں ہے کہ:

اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک، تین طلاقیں واقع ہوں گی، اور بغیر تحلیل کے نکاح، نہ درست ہوگا۔

مگر بوقتِ ضرورت کہ اس عورت کا علیٰحدہ ہونا، اس سے دشوار ہو، اور احتمال مفاسدِ

زائدہ کا ہو، اگر تقلید کسی اور امام کی کرے گا، تو کچھ مضائقہ نہ ہوگا (مجموعہ فتاویٰ عبدالحی، ج۲، ص۶۹، کتاب النکاح، مطبوعہ: ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

آج کل تین طلاق کا حکم لگانے کے بعد جو معاشرتی مفاسد عام طور پر لازم آتے ہیں، اور اکثر وبیشتر عوام کا حال یہ ہے کہ جب ان کو فقہ حنفی میں گنجائش نہیں ملتی، تو وہ غیر مقلد حضرات سے فتویٰ لے کر اپنے مسئلہ کو حل کر لیتے ہیں، اور اس طرح جمہور فقہائے کرام اور ائمۂ اربعہ کے متبعین سے آزاد ہو کر، زندگی گزارتے ہیں، اور اس کے اثرات، زندگی کے دوسرے شعبوں پر بھی پڑتے ہیں، ایسے حالات میں جمہور فقہائے کرام کے مقابلے میں، ائمۂ اربعہ، یا ان کے متبعین میں سے کسی قول پر گنجائش پیدا کرنا، بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے، جبکہ شوہر اپنی بیوی کو اس وقت طلاق دے، جبکہ نکاح کے بعد وہ کم از کم ایک مرتبہ صحبت و جماع کر چکا ہو، لیکن اگر نکاح ہونے کے بعد ابھی شوہر نے ایک مرتبہ بھی صحبت نہیں کی، اور اس سے پہلے ہی طلاق دے دی، تو اگر شوہر نے تین طلاقیں آگے پیچھے الفاظ میں دی ہوں، مثلاً یہ کہا ہو کہ ”تجھے ایک طلاق، دوسری طلاق، تیسری طلاق“ یا مثلاً یہ کہا ہو کہ ”طلاق، طلاق، طلاق“ یا اسی طرح کا کوئی جملہ کہا ہو، جس میں تینوں طلاقیں آگے پیچھے دی ہوں، تو اس صورت میں حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک بھی صرف ایک طلاق ہی واقع ہوتی ہے، دوسری اور تیسری طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ صحبت و جماع سے پہلے طلاق دینے کی صورت میں عورت پر عدت واجب نہیں ہوتی، اور وہ پہلی طلاق ہوتے ہی فوراً اجنبی ہو جاتی ہے، اور مزید طلاق کا محل نہیں رہتی، اسی وجہ سے ایسی عورت کو طلاق ملتے ہی فوراً دوسرے شخص سے نکاح کرنا بھی جائز ہو جاتا ہے۔ [1]

---

[1] للعلماء فی تکریر الطلاق لغیر مدخول بها فی مجلس واحد ثلاثة آراء:

أ – الأول: وقوع الطلاق واحدة، اتحد المجلس أم تعدد.

وهو قول الحنفية والشافعية وابن حزم؛ لأنها بانت بالأولى وصارت أجنبية عنه، وطلاق الأجنبية باطل .

الثاني: وقوع الطلاق ثلاثا إن نسقه، وهو قول المالكية والحنابلة، فإن فرق بين كلامه فهي طلقة واحدة.

الثالث: وقوع الطلاق ثلاثا إن كان في مجلس واحد، فإن كان في مجالس شتى وقع ما كان في المجلس الأول فقط .وهو مروى عن إبراهيم النخعي (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١ ص ٢١٢، مادة "اتحاد")

www.idaraghufran.org

حاصل پر راضی رہیے

انسان کے بہت سے رنج، دکھ اور پریشانیاں حرص اور طولِ امل کا نتیجہ ہوا کرتی ہیں۔ایسی پریشانیوں کا علاج حرص کو چھوڑ کر قناعت اختیار کرنا ہے۔بالخصوص خودساختہ پریشانی (جس پر پیچھے ایک قسط میں کچھ بحث ہوچکی ہے) سے پیدا ہونے والے پریشان کُن خیالات واہام کا علاج بجز قناعت کے کچھ بھی نہیں۔

قناعت کے معنیٰ یہ ہیں کہ جو کچھ اللہ نے دیا ہے بندہ اس پرصابروشاکر اور راضی رہے۔مزید بہتری اور ترقی کے لیے محنت اور جائز کوششیں اگرچہ کرتا رہے لیکن دل میں ناشکری اور احساسِ کمتری کے جذبات پیدا نہ ہونے دے۔

ورنہ لا حاصل کی حسرت اور مزید کی حرص ہمیں کسی حال پر راضی اور کسی مقام پر ٹھہرنے نہیں دیتی۔ جس کی وجہ سے بہت کچھ بلکہ بقدرِ ضرورت سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ہم ایک تہی دست ومحروم انسان کی طرح اپنے آپ کو سمجھتے ہیں اور خودساختہ پریشانیوں کا بوجھ اٹھاتے اور غم پالتے ہیں۔

قناعت کے فوائد اور اس کو اختیار نہ کرنے کے نقصانات کے متعلق حدیث میں بہت واضح ہدایات اور تعلیمات موجود ہیں۔جن میں سے کچھ ہم آنے والی سطور میں تحریر کرتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پُر زور طریقہ پر قناعت کا درس اپنی امت کو دے کر گئے ہیں۔چنانچہ فرمانِ نبوی ہے کہ:

"كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ فِيْ أَهْلِ الْقُبُوْرِ" (سنن الترمذی، رقم الحديث: ٢٣٣٣، أبواب الزهد، باب ما جاء في قصر الأمل) [1]

"دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی اجنبی ہوتا ہے یا جیسے کوئی راہ چلتا مسافر ہوتا ہے اور خود کو قبر

[1] حکم الألبانی: صحيح (حاشية سنن الترمذی)

www.idaraghufran.org

والوں میں شمار کرو‘‘(ترمذی)

ایک حدیثِ مبارکہ میں آتا ہے کہ روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے خدا کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں جو یہ ندا لگاتے ہیں کہ:

’’يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوا إِلٰى رَبِّكُمْ فَإِنَّ مَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهٰى ‘‘

(مسند احمد ، رقم الحديث : ۲۱۷۲۱) [1]

’’اے لوگو اپنے رب کی طرف آؤ۔ پس بے شک جو تھوڑا ہو اور کافی ہو جائے وہ اس سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور غفلت میں ڈال دے‘‘(مسند احمد)

تھوڑا اور بقدرِ کفایت مال اللہ تبارک وتعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔اتنی بڑی نعمت کہ اس کے مل جانے کے بعد کسی انسان کے لیے شکوہ اور شکایت کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

’’مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سِرْبِهِ مُعَافًى فِي جَسَدِهِ عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا ‘‘ (سنن الترمذى ، رقم الحديث : ۲۳۴۶ ، أبواب الزهد) [2]

’’تم میں سے جس نے اس حال میں صبح کی کہ اسے اپنے گھر والوں کے متعلق امن حاصل ہے، جسمانی اعتبار سے تندرست ہے اور اس کے پاس ایک دن کے کھانے پینے کا سامان موجود ہے تو گویا اس کے لیے (پوری) دنیا جمع کردی گئی(ترمذی)

حدیثِ مذکور سے امن واطمینان ، صحت اور ایک دن کے کھانے پینے کے سامان جیسی قلیل مگر عظیم الشان نعمتوں کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔واقعہ یہ ہے کہ یہ تینوں چیزوں ایسی ہیں جو آج کے دور میں عموماً ہر انسان کو ہی حاصل ہوا کرتی ہیں۔سو جس کے پاس یہ تینوں چیزیں موجود ہوں تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمان کے مطابق دنیا پوری کی پوری اس کے پاس موجود ہے۔ نیز جس کو قناعت کی دولت میسر آجائے تو پھر ایسے شخص کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بشارت بھی راحت افزا اور تسلی بخش ہے کہ:

---

[1] قال شعيب الأرنؤوط : إسناده حسن (حاشية مسند احمد)

[2] حكم الألباني:حسن (حاشية سنن الترمذى)

www.idaraghufran.org

" قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ " (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۲۵ . ۱۰۵۴، کتاب الزکاۃ، باب فی الکفاف والقناعۃ)

’’تحقیق وہ شخص کامیاب ہوگیا کہ جس نے اسلام قبول کیا اور اسے بقدرِ کفایت رزق دیا گیا اور جو کچھ اسے ملا اللہ نے اس پر اسے قناعت بخش دی‘‘(مسلم)

گویا حاصل پر راضی رہنے والا اور قناعت اختیار کرنے والا مسلمان بزبانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامیاب وکامران انسان ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں قناعت کو اختیار کرنے کا حکم ارشاد فرمایا وہیں قناعت اختیار کرنے کا ایک آسان طریقہ بھی بتلا دیا۔ چنانچہ فرمایا کہ:

" اُنْظُرُوْا إِلٰی مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوْا إِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ " (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲۵۱۳، أبواب صفة القیامة والرقائق والورع) [1]

’’تم (دنیاوی معاملات میں) ان لوگوں کو دیکھو جو تم سے کم تر ہیں، اور ان لوگوں کو مت دیکھو جو تمہارے اوپر (دنیاوی معاملات میں) فوقیت رکھتے ہیں‘‘(ترمذی)

ناشکری اور عدمِ قناعت کی ایک بنیادی وجہ اپنے سے زیادہ مال ودولت والے لوگوں پر نظر رکھنا اور ان جیسا بننے کی خواہش وحسرت کرنا بھی ہوا کرتی ہے۔ مذکورہ حدیث میں اس کا قلع قمع کیا گیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں انسان کے دل میں قناعت بآسانی پیدا ہوسکتی ہے۔

لیکن جب تک انسان قناعت اختیار کر کے حاصل پر مطمئن رہنے کو اپنے اوپر لازم نہیں کر لیتا تب تک پریشانی اور بے قراری کے سائے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ مزید کی طلب اور لاحاصل کی حسرت انسان کو کسی پل چین اور قرار نہیں لینے دیتی۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ موجودہ دور میں سینکڑوں دنیاوی آسائشوں اور معاشی خوشحالیوں کے باوجود بسا اوقات انسانوں کے چہرے غمگین اور ان کی مسکراہٹیں پھیکی دکھائی دیتی ہیں۔ گویا کوئی دکھ انہیں گھن کی طرح اندر ہی اندر کھائے جا رہا ہے۔ یہ وہ روحانی کرب اور ذہنی اذیت ہے کہ جس میں آج کی انسانیت کا ایک بہت بڑا طبقہ مبتلا ہے۔

[1] حکم الألبانی: صحیح (حاشیة سنن الترمذی)

www.idaraghufran.org

ایسے لوگوں کی زندگی ہر طرح کی دنیاوی آسائشوں کے ہوتے ہوئے بھی پریشانیوں اور غموں سے عبارت ہوتی ہے۔ یہ لوگ مال دار ہونے کے باجود بھی غریب اور مفلس ہوتے ہیں۔ مال کے ہوتے ہوئے بھی غربت اور پریشانی؟ بظاہر کتنی عجیب بات ہے۔ لیکن قصہ یہ ہے کہ مال کی حرص و ہوس اور زیادہ کی طلب انسان کو مضطرب اور بے چین کیے رکھتی ہے۔ جب تک یہ چیز کسی کے اندر موجود ہے تو وہ کبھی بھی حقیقی معنوں میں مال دار نہیں بن سکتا چاہے وہ ارب پتی ہی کیوں نہ ہو۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے ہی اس اذیت سے بچنے کا حل ہمیں ان الفاظ میں بتلا دیا تھا کہ:

"وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَکَ تَکُنْ أَغْنَى النَّاسِ" (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲۳۰۵، أبواب الزهد، باب: من اتقى المحارم فهو أعبد الناس)

"اللہ کی تقسیم پر راضی ہو جاؤ، بہت بڑے مال دار بن جاؤ گے" (ترمذی)

واقعہ یہ ہے کہ قناعت بہت بڑی دولت ہے۔ جب کسی انسان کو یہ حاصل آجائے تبھی وہ حقیقی معنوں میں امیر بنتا ہے اور تبھی اسے حقیقی چین اور سکون میسر آتا ہے۔ چاہے اس کا ٹھکانہ ایک جھونپڑی میں ہی کیوں نہ ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ" (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۲۰ . ۱۰۵۱، کتاب الزکاة، باب لیس الغنی عن کثرة العرض)

"مال و دولت کا زیادہ ہو جانا کوئی مال داری نہیں، بلکہ حقیقی مال داری دل کی مال داری ہوتی ہے" (مسلم)

لہٰذا دنیاوی اور مادی مصائب و آلام سے بچنے کے لیے لازم ہے کہ انسان کا دل قناعت و شکر کی دولت سے لبریز ہو اور لاحاصل کی حسرت سے بالکل خالی ہو۔ ورنہ چین، سکون اور اطمینان فقط ایک خواب بن کر رہ جاتا ہے اور انسان کی زندگی بے چینی، کرب اور اضطراب کا نمونہ بن جاتی ہے اور اس کی بنیادی وجہ انسان کی وہ سوچ ہے جو اسے مالی اور مادی دوڑ میں چین سے بیٹھنے نہیں دیتی اور ہل من مزید کا نعرہ لگا کر اسے اور زیادہ کے حصول کی تگ و دو میں مصروف کیے رکھتی ہے۔

www.idaraghufran.org

جس کے نتیجے میں آج مادی آسائشوں کے اعلیٰ معیار اور زیادہ سے زیادہ حصولِ مال کی ایک ایسی دوڑ لگی ہوئی ہے کہ جس کا اختتام سوائے موت کے اور کہیں ہوتا نظر نہیں آتا۔ مادیت کی اسی ریس میں دوڑتے دوڑتے زندگی کی ڈور کٹ جاتی ہے اور جب آدمی کٹی ہوئی پتنگ کی مانند بے آسرا ہو کر قبر میں جا گرتا ہے تو پھر آنکھیں کھلتی ہیں اور احساس بیدار ہوتا ہے کہ جس مال و آسائش کے حصول میں اپنی زندگی گلا دی وہ تو درحقیقت اپنا تھا ہی نہیں بلکہ سب وارثوں کا تھا اور پھر نا قابلِ برداشت دکھ ہوتا ہے کہ کتنی بڑی غفلت اور لا پرواہی میں اپنی زندگی بسر کر ڈالی۔ اسی کو قرآن مجید، پُر اثر انداز میں یوں بیان کرتا ہے کہ:

" أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ. حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ " (سورة التكاثر ، رقم الآية : ١ و ٢)

”غفلت میں ڈالے رکھا تم کو زیادہ (مال و دولت) کی طلب نے۔ یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں“ (تکاثر)

www.idaraghufran.org

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ شعبان: دسویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

☐...... ماہِ شعبان ۹۰۱ھ میں حضرت شیخ حامد بن ابی الحامد بن عزیز الدین بن شہاب الدین حسینی کردیزی مانکبوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(نزھة الخواطر وبھجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۴ص۳۲۸)

☐...... ماہِ شعبان ۹۰۲ھ میں مشہور محدث حضرت شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن ابی بکر بن عثمان بن محمد سخاوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ امام سخاوی کے نام سے مشہور ہیں۔

(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی، ص۱۵۳ ،البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع للشوکانی، ج۲ص۱۸۶ ،شذرات الذھب فی أخبار من ذھب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج۱ص۷۷)

☐...... ماہِ شعبان ۹۰۸ھ میں حضرت شیخ عبدالکریم بن شرف الدین برہانبوری رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(نزھة الخواطر وبھجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۵ص۲۷۲)

☐...... ماہِ شعبان ۹۱۰ھ میں حضرت شیخ علامہ زین الدین عمر ابشیمی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۱ص۲۸۷)

☐...... ماہِ شعبان ۹۱۱ھ میں حضرت شیخ جمال الدین یوسف حمامی مصری مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۱ص۳۱۸)

☐...... ماہِ شعبان ۹۱۷ھ میں حضرت برہان الدین ابراہیم بن عمر بن ابراہیم بن محمد بن مفلح بن محمد حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابنِ مفلح حنبلی کے نام سے مشہور ہیں۔

(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۱ص۱۰۹)

☐...... ماہِ شعبان ۹۱۸ھ میں حضرت علامہ زین الدین عبدالحق بن محمد بلاطنسی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۱ص۲۲۲)

☐...... ماہِ شعبان ۹۱۹ھ میں حضرت ابراہیم بن محمد بن عبدالرحمٰن دسوقی شافعی رحمہ اللہ کا

انتقال ہوا (الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۱ ص ۱۰۱)

☐...... ماہِ شعبان ۹۲۲ھ میں حضرت قاضی القضاۃ برہان الدین ابراہیم بن کرکی مصری حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۱ ص ۱۱۳)

☐...... ماہِ شعبان ۹۲۳ھ میں حضرت شیخ بدرالدین حسن بن علی ماتانی صالحی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۱ ص ۱۸۰)

☐...... ماہِ شعبان ۹۲۸ھ میں حضرت علامہ زین الدین بن علی بن احمد شافعی ملیباری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج ۴ ص ۲۴۲)

☐...... ماہِ شعبان ۹۳۰ھ میں احمد خجا ناظر طالشی عجمی اموی کی وفات ہوئی۔ (الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۱ ص ۱۵۷)

☐...... ماہِ شعبان ۹۳۰ھ میں حضرت علامہ جمال الدین محمد بن عمر بن مبارک بن عبداللہ حضرمی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج ۴ ص ۲۱۴)

☐...... ماہِ شعبان ۹۳۰ھ میں حضرت شیخ موسیٰ ابن الحسن الآلانی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۱ ص ۳۰۹)

☐...... ماہِ شعبان ۹۳۵ھ میں حضرت برہان الدین ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر بقاعی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۲ ص ۷۶)

☐...... ماہِ شعبان ۹۴۰ھ میں حضرت شیخ نورالدین بن عین الملک صالحی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۲ ص ۲۵۱)

☐...... ماہِ شعبان ۹۴۲ھ میں حضرت شیخ محمد بن عبدالوہاب بن محمد بن رفیع الدین حسینی بخاری دہلوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج ۴ ص ۴۱۲)

☐...... ماہِ شعبان ۹۴۶ھ میں حضرت علامہ زین الدین عمر بن معروف جبرتی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۲ ص ۲۲۵)

☐...... ماہِ شعبان ۹۴۸ھ میں حضرت اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم ذیابی صالحی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۲ ص ۱۲۳)

علم کے مینار　اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط23)　مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

فقہی مسالک کی تدوین وترویج (حصہ دوم)

اہلِ سنت والجماعت کے چاروں فقہی مسالک میں سے حنفی اور مالکی مسلک کی تدوین وترویج اوران کا مختصر تعارف گزشتہ قسط میں گزر چکا ہے، ذیل میں شافعی مسلک کی تدوین وترویج کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(3)......شافعی مسلک

شافعی مسلک اہلِ سنت والجماعت کا تیسرا فقہی مسلک ہے، جس کا درجہ ومقام حنفی اور مالکی مسلک کے بعد شمار ہوتا ہے۔اس مسلک کے بانی وسرخیل ''امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ'' ہیں، آپ کا شمار علمائے حجاز میں سے ہوتا ہے، آپ کی ولادت فلسطین کے شہر ''غزہ'' میں 150ہجری میں ہوئی، اور وفات چوّن (54) سال کی عمر میں 204ہجری میں ہوئی، بعض مؤرخین فرماتے ہیں کہ آپ کی پیدائش ٹھیک اسی دن ہوئی، جس دن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی تھی۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے اساتذۂ حدیث سے علم حاصل کیا، جن میں امام مالک رحمہ اللہ بھی شامل ہیں، اوراسی کے ساتھ امام ابوحنیفہ کے تلامذہ سے بھی استفادہ فرمایا، جس کے لیے آپ نے متعدد اسفار کیے، جس میں خصوصیت کے ساتھ امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی:189ہجری) سے بہت زیادہ پڑھا، اس طرح آپ کو علومِ دینیہ کے مراکز ''مدرسۃ الحجاز'' اور ''مدرسۃ العراق'' دونوں سے فیض حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔

شافعی مسلک کی ابتداء

امام شافعی رحمہ اللہ نے پہلے امام مالک رحمہ اللہ سے تحصیلِ علم کیا تھا، اوراس کے علاوہ دیگر علمائے حجاز سے بھی علمی استفادہ کیا، امام مالک رحمہ اللہ سے استفادہ کے بعد آپ عراق تشریف لے گئے

تھے، جہاں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں سے ملے، اور ان سے بھی خوب علمی پیاس بجھائی۔ مالکی مسلک پر روایتِ حدیث کا غلبہ تھا، اور اہلِ عراق یعنی حنفی مسائل کے استنباط میں روایت کے ساتھ ساتھ درایت اور قیاس ورائے کو بھی دخیل مانتے تھے۔

لیکن چونکہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ان دونوں مکاتیب سے استفادہ فرمایا تھا، اور ان کے اصول اور فکر ونظر سے واقفیت حاصل کی تھی، اس لیے امام شافعی رحمہ اللہ نے کتابُ اللہ، سنتِ رسولُ اللہ، علومِ عربیہ، قیاس اور رائے، سب کو جمع فرمایا، اور دونوں فقہوں کو سامنے رکھ کر، ان کے مسائل ودلائل میں کتاب وسنت کی روشنی میں اپنے ذوق ومزاج اور فقہی بصیرت کے مطابق اخذ وترجیح کا سلسلہ شروع کیا، اور ایک ایسی فقہ مدوّن کی، جس میں حدیث اور رائے کا توازن برقرار رکھا، اور اس درمیانی راہ میں امام شافعی رحمہ اللہ نے اکثر مسائل میں امام مالک رحمہ اللہ سے اختلاف کیا، اور اس طرح فقہ شافعی کو جاری وساری کیا۔ [1]

شافعی مسلک کی نشر واشاعت

امام شافعی رحمہ اللہ نے حجاز اور عراق کے متعدد اسفار کیے، اس لیے ابتداءً امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک حجاز اور عراق میں پھیلا، چنانچہ تحصیلِ علم کے باوجود یہاں آپ کے شاگرد اور مرید پائے جاتے تھے، جو کہ آپ کے طرزِ استدلال اور نئے فقہی طرز سے بے حد متاثر تھے، جس کا نتیجہ یہ تھا کہ اہلِ حجاز جو کہ مالکی مسلک کے پیروکار تھے، اور اہلِ عراق جو کہ حنفی مسلک کے پیروکار تھے، ساتھ ساتھ شافعی مسلک سے بھی روشناس ہونے لگے۔

بغداد میں اس وقت معتزلہ عروج پر تھے، اور خلیفۂ وقت کے دربار میں بھی اکثریت ان ہی لوگوں کی تھی، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ چونکہ معتزلی لوگوں اور ان کے عقائد ونظریات سے بیزار تھے، اور قرآن وسنت میں ان کی بے جا گفتگو سے متنفر تھے، اس لئے امام شافعی رحمہ اللہ نے مامون کے

---

[1] ثم کان من بعد مالک بن أنس، محمد بن إدریس المطلبی الشافعی رحمهما الله تعالى. رحل إلى العراق من بعد مالک ولقی أصحاب الإمام أبی حنیفة وأخذ عنهم، ومزج طریقة أهل الحجاز بطریقة أهل العراق، واختص بمذهب. وخالف مالکاً رحمه الله تعالى فی کثیر من مذهبه (مقدمة ابن خلدون، ص ٢٥٧، الباب السادس، الفصل السابع، علم الفقه وما یتبعه من الفرائض)

www.idaraghufran.org

عہدِ خلافت میں اس کے زیرِ اثر رہنے کو گوارا نہ فرمایا، نیز ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو عہدۂ قضاء کی پیشکش کی گئی، جس کو قبول کرنے سے آپ نے انکار فرمادیا تھا، اس لیے آپ مصر کے گورنر عباس بن عبداللہ بن عباس کی دعوت پر سنہ 199ھ میں مصر تشریف لے آئے، اور تاحیات مصر میں ہی رہے، اور یہیں وفات پائی۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی مصر آمد سے قبل یہاں حنفی اور مالکی مسلک کو غلبہ حاصل تھا، لیکن جب یہاں امام شافعی رحمہ اللہ تشریف لائے، تو شافعی مسلک بھی یہاں خوب پھیلا، اور یہاں آپ کے تلامذہ و متبعین کثیر تعداد میں پیدا ہوئے، اسی وجہ سے آپ کے اکثر شاگرد مصری ہیں، اس کے بعد عراق میں شافعی مسلک کو خوب فروغ حاصل ہوا، اور تیسری صدی ہجری میں یہ مسلک پھیلتے پھیلتے حجاز، بغداد، خراسان، شام، یمن، فارس، ہندوستان، افریقہ اور اندلس تک پہنچ گیا، اور ان مقامات میں کہیں شافعی مسلک کو غلبہ حاصل رہا، اور کہیں دوسرے مذاہب کے ساتھ اس کا بھی رواج رہا، اور ان ممالک میں تدریس وافتاء کے سلسلہ میں حنفی مسلک کے ساتھ ساتھ شافعی مسلک کو بھی رواج حاصل رہا، جس کی وجہ سے ان دونوں مسالک کے مابین معرکۃ الآراء مناظرے ہوئے، اور ایک نے دوسرے کی رَد میں کتابیں لکھیں۔ [1]

شافعی مسلک کی مختلف ممالک میں نشرواشاعت اور اس کی مرحلہ وار تفصیل کا ذکر تو مشکل ہے، تاہم علامہ ابنِ خلدون نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''مقدمة ابنِ خلدون'' میں اس کا خلاصہ کچھ اس طرح ذکر فرمایا ہے:

''مصر میں امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلدین کی تعداد دیگر دوسری جگہوں سے زیادہ ہے، اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ امام شافعی کا مذہب عراق، خراسان، ماوراء النہر میں پھیل گیا تھا، اور شافعی ان تمام ممالک میں تدریس اور فتویٰ دینے میں حنفیوں کے برابر شریک ہوگئے تھے، ان دونوں مذاہب کے علماء کے مابین علمی مباحثوں اور مناظروں کی مجالسیں بھی خوب گرم ہوئیں، اختلافی مسائل پر لکھی جانے والی کتابیں، ان کے طرزِ

[1] نشر مذهبه بالحجاز والعراق، ثم انتقل إلى مصر 199 هـ ونشر بها مذهبه أيضا وبها توفى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١، ص ٣٥٥، تحت الترجمة: الشافعى، ١٥٠ الى ٢٠٤)

www.idaraghufran.org

استدلال سے بھر گئیں، لیکن پھر جب اسلامی مشرقی ممالک پر تباہی اور بربادی کی ہوائیں چلیں، تو اس کے ساتھ یہ سب ملیا میٹ ہوگیا‘‘۔

امام شافعی رحمہ اللہ جب مصر تشریف لائے، تو یہاں ان سے ایک بڑی جماعت نے استفادہ کیا، اور یہاں آپ کے تلامذہ میں سے یوسف بن یحیٰی بویطی (متوفی: 231ہجری) اور مزنی (متوفی:264ہجری) اور دیگر شامل ہیں، اور دیگر تلامذہ میں مالکیہ کی جماعت میں سے اشہب، ابنِ قاسم وغیرہ شامل ہیں، پھر اس کے بعد حارث بن مسکین اور ان کی اولاد، اور قاضی اسحاق بن شعبان اور ان کے اصحاب شامل ہیں۔

لیکن اس کے بعد جب مصر میں فاطمیوں کی حکومت قائم ہوئی، تو اہلِ سنت کی فقہ کو زوال آ گیا، اور اس کی جگہ فقہِ اہلِ بیت رائج ہوگئی، اور دوسری فقہیں ختم ہوگئیں۔

بالآخر سلطان صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں رافضیوں کی حکومتِ عبیدین کا خاتمہ ہوا، تو یہ صورتِ حال ختم ہوئی، اور فقہ شافعی کا یہاں پھر دَور دَورہ ہوا، اور عراق وشام سے اس مذہب کے علماء مصر آئے، جس کی وجہ سے یہ مذہب پہلے سے زیادہ چمکا، اور اس کو خوب پذیرائی حاصل ہوئی، اور ان فقہائے شافعیہ میں امام نووی رحمہ اللہ (متوفی: 676ہجری) کو بہت شہرت حاصل ہوئی، جو شافعی مسلک کے علماء میں سے ہیں، جن کی پرورش ملک شام میں دولتِ ایوبیہ کے زیرِ سایہ ہوئی، ان کے علاوہ عزالدین بن عبدالسلام (متوفی:660ہجری) نے بھی بہت شہرت حاصل کی، پھر ان کے بعد علامہ ابن رفعہ (متوفی:710ہجری) علامہ تقی الدین ابنِ دقیق العید (متوفی:702ہجری) نے مصر میں اپنی شہرت کا ڈنکا بجایا، اور پھر ان کے بعد علامہ تقی الدین سبکی (متوفی: 756ہجری) نے اپنی قابلیت کا سکہ جمایا۔

یہاں تک کہ یہ سلسلہ اس زمانے (یعنی آٹھویں صدی ہجری، جو کہ علامہ ابنِ خلدون کا زمانہ ہے) میں مصر کے شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی (متوفی:805) ہجری تک پہنچتا ہے، جو آج کل کے سب سے بڑے شافعی عالم ہیں، بلکہ آپ اس عہد کے سب سے بڑے عالم ہیں‘‘ (مقدمة ابن خلدون، ص ۲۵۷، الباب السادس، الفصل السابع)۔

www.idaraghufran.org

تاہم علمائے شافعیہ میں سے ہی امام ماوردی (متوفی: 450ہجری) امام الحرمین الجوینی ابوالمعالی (متوفی: 478ہجری) امام غزالی (متوفی: 505ہجری) امام رازی شافعی (متوفی: 606ہجری) علامہ ابنِ حجر عسقلانی (متوفی: 852ہجری) اور علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی: 911ہجری) رحمہم اللہ کا شمار بھی، شافعی مسلک کے ممتاز علماء و بزرگ ہستیوں میں سے ہوتا ہے، جو کہ اپنے وقت کے کبار علماء میں سے تھے، اور وسیع حلقۂ درس اور کتب وتصانیف میں یکتائے زمانہ تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا وصال

ربیع بن سلیمان کا بیان ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا 204ھ میں جمعہ کی رات میں انتقال ہوا، یہ رجب کے مہینہ کی آخری رات تھی، اُس وقت آپ کی عمر چون سال تھی، ہم نے آپ کو جمعہ کے دن دفن کیا، دفن کے بعد جب ہم واپس آرہے تھے تو ہم نے شعبان 204ہجری کا چاند بھی دیکھا۔ [1]

---

[1] قال الربيع بن سليمان: توفي الشافعي ليلة الجمعة، بعد العشاء الآخرة بعد ما صلى المغرب آخر يوم من رجب، ودفناه يوم الجمعة، فانصرفنا، فرأينا هلال شعبان، سنة أربع ومائتين (آداب الشافعي ومناقبه، ص ٥٦، باب ما ذكر من علم الشافعي وفقهه وفضله رحمه الله)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط49) مفتی محمد ناصر

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر رضی اللہ عنہ کو نصیحت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ، فَأَقُولُ: أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي، حَتَّى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا، فَقُلْتُ: أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْهُ، وَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ، وَمَا لَا، فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ (مسلم، رقم الحديث ١١٠ "١٠٤٥"، باب إباحة الأخذ لمن أعطى من غير مسألة ولا إشراف)

ترجمہ: میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ (مال) عطا کیا کرتے تھے۔ تو میں عرض کرتا تھا کہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو یہ عطا فرمادیں۔

پھر ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ مال عطا فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو، اسے عطا فرمادیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے لے لو، اور اس مال میں سے آپ کے پاس بغیر لالچ کے اور بغیر مانگے، جو کچھ آجائے تو اس کو حاصل کرلیا کرو، اور جو مال اس طرح نہ آئے تو اپنے نفس کو اس کے پیچھے مت لگاؤ (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْطِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْعَطَاءَ، فَيَقُولُ لَهُ عُمَرُ: أَعْطِهِ، يَا رَسُولَ اللهِ، أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي،

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ، وَمَا جَائَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ، وَمَا لَا، فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ قَالَ سَالِمٌ: فَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا أُعْطِيَه (مسلم، رقم الحديث ١١١ ”١٠٤٥“، باب إباحة الأخذ لمن أعطى من غير مسألة ولا إشراف)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کچھ مال عطا کیا کرتے تھے۔ تو عمر، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے، کہ اے اللہ کے رسول جو مجھ سے زیادہ فقیر ہو، اس کو یہ عطا فرمائیں، تو (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن فرمایا کہ اسے لے لو، پھر چاہے اپنے پاس رکھو یا اسے صدقہ کردو، اور اس مال میں سے آپ کے پاس بغیر لالچ کے اور بغیر مانگے، جو کچھ آجائے تو اس کو حاصل کرلیا کرو، اور جو مال اس طرح نہ آئے تو اپنے نفس کو اس کے پیچھے مت لگاؤ، سالم (راوی) کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کسی سے کچھ سوال بھی نہیں کرتے تھے، اور جو کوئی انہیں عطیہ دیتا، تو اسے واپس بھی نہیں کرتے تھے (مسلم)

اور ابنِ ساعدی مالکی سے روایت ہے کہ:

اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا، وَأَدَّيْتُهَا إِلَيْهِ، أَمَرَ لِي بِعُمَالَةٍ، فَقُلْتُ إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلَّهِ، وَأَجْرِي عَلَى اللهِ، فَقَالَ: خُذْ مَا أُعْطِيتَ، فَإِنِّي عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَمَّلَنِي، فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَ، فَكُلْ وَتَصَدَّقْ (مسلم، رقم الحديث ١١٢، ”١٠٤٥“، باب إباحة الأخذ لمن أعطى من غير مسألة ولا إشراف)

ترجمہ: مجھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صدقات وصول کرنے پر مقرر کیا، پھر جب

﴿بقیہ صفحہ 89 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

پیارے بچو!　　مولانا محمد ریحان

فٹ بال اور بچوں کی لڑائی

پیارے بچو! حسن اور اسامہ دو بچے تھے۔ وہ دونوں پانچویں کلاس میں پڑھتے تھے۔ وہ دونوں ایک ہی اسکول میں پڑھتے تھے۔ ان دونوں کو فٹ بال کھیلنا بہت پسند تھا۔ اس لیے وہ دونوں بریک کے وقت فٹ بال کھیلنے کی پریکٹس اور مشق کیا کرتے تھے۔

بریک کے وقت دونوں نے فٹ بال کھیلنا شروع کی۔ حسن نے دس گول پورے کر لیے۔ پھر اسامہ کی گول پورے کرنے کی باری آئی۔ محسن ایک لڑکا جوان کے ساتھ تھا، دور سے کھڑا دونوں کو دیکھ رہا تھا اور دونوں کے پیچھے پیچھے تھا۔ محسن نے ان دونوں سے کہا:

"مجھے اپنے ساتھ کھلاؤ گے؟"

حسن نے زور سے کہا کہ نہیں۔ محسن نے کہا:

"اور وہ کیوں نہیں؟ اسکول کے میدان میں کوئی بھی بچہ کھیل سکتا ہے۔ میں بھی کھیل سکتا ہوں۔"

حسن اور اسامہ محسن کو اپنے ساتھ کھلانا نہیں چاہ رہے تھے۔ محسن کو غصہ آ گیا اور اس نے فٹ بال کو زور سے لات ماری، جس سے فٹ بال دور چلی گئی۔

حسن نے فٹ بال کو پکڑنے کی بہت کوشش کی مگر اس کا پاؤں پھسل گیا اور وہ زمین پر گر گیا۔ محسن نے دوبارہ فٹ بال پکڑ لی مگر اسامہ نے محسن کے بازو کو زور سے پکڑ لیا تاکہ اسے فٹ بال سے دور رکھے۔

اسامہ زور سے چلایا: "فٹ بال مجھے دو۔"

محسن نے اسے زور سے دور دھکیل دیا اور اس سے کہا:

"یہ فٹ بال آپ کی نہیں ہے۔"

تمام بچے ایک دوسرے کی قمیص پکڑ کے کھینچنے لگے۔ دوسرے بچے استاذ کے پاس گئے تاکہ استاذ کو سارا معاملہ بتا سکیں۔

www.idaraghufran.org

استاذ نے سارے بچوں کو کہا: لڑائی جھگڑا کیوں کر رہے ہو؟ کیا مسئلہ ہے؟

اسامہ حسن اور محسن تینوں نے استاذ کو ایک ہی وقت میں مسئلہ بتانے کی کوشش کی، لیکن استاذ نے کہا کہ ایک ایک کرکے اپنا مسئلہ بتاؤ۔ پھر تمام بچوں نے ایک ایک کرکے اپنا مسئلہ بتادیا۔

استاذ نے اسامہ اور حسن سے کہا:

"اس طرح کے کھیل کا کیا فائدہ جو لڑائی جھگڑے اور کسی ایک کو چوٹ لگنے پر ختم ہو؟ کیا تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ تم سب ایک دوسرے سے اخلاق سے پیش آؤ۔"

اسامہ اور حسن نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر محسن نے کہا "مجھے فٹ بال کھیلنے کا بہت شوق ہے۔ لیکن ان دونوں نے مجھے اپنے ساتھ نہیں کھلایا۔" محسن نے یہ کہا اور رونا شروع کردیا۔

استاذ نے محسن کو تھپکی دی اور چپ کروایا۔ پھر اسامہ اور محسن سے کہا:

"تم دونوں غور سے سنو! ہمیشہ اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلو اور مل جل کے رہو اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے رہو۔"

اسامہ نے کہا: "استاذ جی میں بہت شرمندہ ہوں اپنی حرکت پر۔ مجھے محسن کے ساتھ اچھی طرح سے پیش آنا چاہیے تھا۔"

سارے لڑکے استاذ کے قریب جمع ہوگئے، پھر سب نے ایک ہی آواز میں کہا:

"ہم کبھی بھی ایک دوسرے کے ساتھ نہیں جھگڑیں گے اور ہم ہمیشہ ایک دوسرے سے اچھا گمان رکھیں گے۔"

یہ دیکھ کر اور سن کر استاذ بہت خوش ہوئے۔ اور استاذ یہ سمجھ چکے تھے کہ بچوں کو اب سمجھ آچکی ہے۔ پھر استاذ نے بچوں سے کہا:

"جاؤ! اور جاکر سارے مل جل کر کھیلو۔"

پھر بچے سارے اکٹھے ہوگئے اور مل جل کر کھیلنے لگے۔

پیارے بچو! ہمیشہ اپنے دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ ہمدردی اور اچھے طریقے سے پیش آنا چاہیے۔ اور دوسرے دوستوں کو بھی اپنے ساتھ کھیل میں شریک کرنا چاہیے۔

بزمِ خواتین مفتی طلحہ مدثر

بے پردگی قدامت پرستی ہے

اسلام کی آمد سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں عورتوں کی کوئی قدر وعزت نہیں تھی۔ دیگر اسباب کی طرح جہاں چاہتی منتقل کی جاتی تھیں یا وراثت میں دیگر سامان کی طرح منتقل ہوتی تھیں۔ کچھ کھانے صرف مردوں کے ساتھ مخصوص تھے عورتیں ان سے فائدہ نہیں اٹھاسکتیں تھی۔ ایک آدمی جتنی عورتوں سے چاہتا شادی کرلیتا۔ غرضیکہ جاہلی معاشرہ میں عورت کے ساتھ ظلم وستم اور بدسلوکی عام طور سے روا سمجھی اور رکھی جاتی تھی اور عورتوں کے حقوق وفرائض کی ادائیگی میں شدید کوتاہی برتی جاتی تھی (ملاحظہ ہو: انسانی زندگی پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، ص:۷۲)

اسلام نے عورت کے سر پر عفت وعصمت کا تاج سجایا اور عزت وآبرو کو اس کے گلے کا ہار بنایا۔ اسلام نے عورت کا مقام اور مرتبہ متعارف کرایا اور اس مظلوم ہستی کو حقوق دِلائے۔ اسلام کے ابتدائی زمانے میں عورتوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ایک مضبوط حمایتی اور پشت پناہ حاصل ہوگیا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَتَّقِي الكَلاَمَ وَالِانْبِسَاطَ إِلَى نِسَائِنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَيْبَةَ أَنْ يَنْزِلَ فِينَا شَيْءٌ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا (صحيح البخارى، رقم الحديث: ۵۱۸۷، كتاب النكاح، باب الوصاة بالنساء)

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم اپنی بیویوں سے گفتگو اور مزاح کرنے میں محتاط رہا کرتے تھے۔ مبادا ہمارے بارے میں کوئی حکم نازل ہوجائے۔ پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا تو ہم نے (کھل کر) بات کرنا اور مزاح کرنا شروع کیا“

(بخاری)

اسلام نے جہاں عورتوں کو اتنے حقوق دیے اور ان کا کھویا ہوا مقام ومرتبہ بحال کرایا، وہیں پہ ان

کے ذمے بہت سے فرائض اور ذمہ داریاں بھی عائد کیں۔جن میں سے ایک بڑی اور اہم ذمہ داری پردہ ہے۔جس سے آج کی عورت بالعموم غفلت کا شکار ہے اور اس کے برے نتائج معاشرے میں آئے روز رونما ہوتے رہتے ہیں۔

اور ستم بالائے ستم یہ کہ اس بے پردگی اور برہنگی کو کوئی عیب سمجھنا تو درکنار بلکہ بسا اوقات اسے فیشن، ترقی اور جدت پسندی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد　　جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

حالانکہ عورتوں کا زیب و زینت اور بے پردگی اختیار کر کے بازاروں اور شاہراہوں پر نکلنا یہ کوئی جدت پسندی نہیں بلکہ دقیانوسی اور قدامت پرستی ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ:

" وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى " (سورة الأحزاب، رقم الآية : ٣٣)

''اور جاہلیت کے دور جیسا اظہارِ زینت مت کرو'' (احزاب)

زمانۂ جاہلیت میں عورتیں نامحرم مردوں کے لیے زیب و زینت کا اظہار اور نمائش کیا کرتی تھیں، جس سے اس آیتِ کریمہ میں منع فرمایا گیا ہے،سوال یہ ہے کہ آج کی عورت بھی اگر یہی کام کرے تو زمانۂ جاہلیت کی ''قدامت پرست'' اور موجودہ زمانے کی ''جدت پسند'' عورت میں فرق کیا رہ گیا؟

لفظِ عورت کے تو معنیٰ ہی عربی لغت میں ''قابلِ پوشیدہ'' یعنی چھپائی جانے والی چیز کے آتے ہیں۔ لیکن آج جب عورت کے پردہ اور اس کے حجاب کی بات کی جاتی ہے،تو بسا اوقات یہ شوشہ چھوڑا جاتا ہے کہ ''پردہ تو دل کا ہوتا ہے''۔ذرا ہمیں بتلایئے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر پاکیزہ دل کن ہستیوں کے ہو سکتے ہیں؟ جن کی برائت قرآن مجید خود بیان کرے ان ہستیوں سے بھی بڑھ کر امت میں باطنی پاکیزگی کسی اور کو کیا ملی ہوگی۔لیکن اس کے باوجود صحابیات رضی اللہ عنہم کو پردہ کی تلقین فرمائی گئی۔

پس موجودہ دور میں خواتین کو پردہ کی اہمیت سمجھ کر اس پر عمل پیرا رہنے کی شدید ضرورت ہے۔

مال میں زیادتی کے لئے سوال کرنا، انگاروں کا سوال کرنا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ (مسلم، رقم الحديث، 1041"105")

ترجمہ: جو لوگوں سے اُن کا مال (صرف) اپنا مال بڑھانے کی غرض سے سوال کرتا (اور مانگتا) ہے، تو وہ درحقیقت انگاروں کا سوال کرتا (اور مانگتا) ہے، اب (اس کی مرضی ہے کہ) چاہے تو کم مانگے، یا زیادہ مانگے (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرَ جَهَنَّمَ، فَلْيَسْتَقِلَّ مِنْهُ أَوْ لِيُكْثِرْ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث 1838)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں سے اُن کا مال (صرف) اپنا مال بڑھانے کی غرض سے سوال کرتا (اور مانگتا) ہے، تو وہ درحقیقت جہنم کے انگاروں کا سوال کرتا (اور مانگتا) ہے، اب (اس کی مرضی ہے کہ) چاہے تو کم مانگے، یا زیادہ مانگے (ابن ماجہ)

www.idaraghufran.org

لکڑیاں اکٹھی کر کے بیچنا، سوال کرنے سے بہتر ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں کسی کا صبح کے وقت جا کر اپنی پیٹھ پر لکڑی کا گٹھا اٹھا کر لانا اور اس میں سے صدقہ کرنا اور اس کے ذریعہ لوگوں سے مستغنی (اور بے پرواہ و بے نیاز) ہو جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے، پھر وہ اسے دے یا نہ دے، پس بے شک اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اور (صدقہ) دینے کی ابتداء اپنے اہل و عیال سے کرو (مسلم، حدیث 1042 ''106'')

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ترجمہ: اگر تم میں سے کوئی لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لا دے، پھر ان کو بیچ دے، تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ وہ کسی سے سوال کرے، معلوم نہیں کہ وہ دیں یا نہ دیں (مسلم، حدیث 1042 ''107'')

فائدہ: ان احادیث میں لوگوں سے مانگنے اور ان کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے بجائے، محنت کر کے پیٹ بھرنے کا حکم دیا گیا ہے، اگر چہ یہ محنت و مزدوری لکڑیاں وغیرہ بیچ کر ہی ہوں، اور ان احادیث میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ہاتھ کی کمائی برکت کا باعث ہے۔

www.idaraghufran.org

صبر سے بہتر کوئی نعمت نہیں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: انصار کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا، آپ نے ان کو دیدیا، انہوں نے پھر کچھ مانگا، آپ نے ان کو دیدیا، انہوں نے پھر کچھ مانگا، آپ نے ان کو دیدیا، یہاں تک کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا، وہ ختم ہوگیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ بھی مال ہوگا، میں تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا، اور جو شخص سوال سے بچنا چاہے تو اللہ اسے بچالیتا ہے، اور جو شخص بے پروائی چاہے تو اللہ اسے بے پرواہی عطا فرمادیتا ہے، اور جو شخص صبر کرے گا اللہ اسے صبر عطا کرے گا، اور کسی شخص کو صبر سے بہتر اور کشادہ تر نعمت نہیں ملی (بخاری، حدیث 1469)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تنگدستی کی حالت میں حتی الامکان سوال کرنے اور مانگنے سے بچنا چاہیے، بلکہ اس حالت میں بھی اللہ تعالیٰ استغناء حاصل کرنے، اور صبر کرنے کا حکم ہے۔

اور صبر کرنے کی صورت میں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر پر استقامت عطا کی جاتی ہے، اور تنگدستی اور عام حالات میں بھی صبر کرنے کی توفیق حاصل ہوجانا بڑی نعمت ہے۔

www.idaraghufran.org

مال کے حقوق ادا کرنا، مال میں برکت کا ذریعہ ہے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوٌ خَضِرٌ، فَمَنْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهٖ يُبَارَكُ لَهٗ فِيْهِ

(مسند احمد، رقم الحديث 16837)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جس شخص کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمالیتے ہیں تو اسے دین کی سمجھ عطاء فرماتے ہیں، اور یہ دنیا کا مال بڑا میٹھا اور سرسبز وشاداب ہے، سو جو شخص اسے اس کے حق کے ساتھ لیتا ہے، اس کے لئے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ یہ دنیا کا مال ودولت جو سرسبز وشاداب اور میٹھا معلوم ہوتا ہے، تو یہ اسی وقت ہے، جبکہ اس مال کے حقوق مثلاً زکاۃ وغیرہ ادا کیے جائیں۔

اور جن لوگوں کے حقوق اس مال سے وابستہ ہیں، اُن کے حقوق بھی ادا کیے جائیں، ایسے مال میں برکت شامل کردی جاتی ہے۔

www.idaraghufran.org

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

ناقابلِ انتفاع مقدس اوراق کو جلانے کا حکم (قسط1)

سوال

محترم جناب مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہ

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

ہمارا ادارہ کئی سالوں سے مختلف مقامات اور مساجد ومکاتب وغیرہ سے، ناقابلِ استعمال قرآنی اوراق اور دینی کتب واخبارات اٹھاتا ہے، اور کراچی کے کئی چھوٹے ادارے کافی تعداد میں روزانہ کی بنیاد پر اس طرح کے مقدس اوراق کے بورے ہم تک پہنچاتے ہیں، ہم ان کو سمندر میں ٹھنڈا کرتے تھے، لیکن اب پاکستان نیوی کی طرف سے ممانعت کر دی گئی ہے، مزید یہ کہ اب سمندر میں ٹھنڈا کرنے سے بھی قرآنی اوراق کا ادب واحترام محفوظ نہ رہا، کیونکہ وہ سمندری موجوں اور ہواؤں کے زور پر تیرتے ہوئے، کناروں پر آجاتے ہیں، اور پھر مختلف طریقوں سے بے ادبی کا باعث بنتے ہیں، جس کی بہت سے حضرات نے شکایت کی ہے۔

چنانچہ اس وقت بھی نیٹی جیٹی پل کے سامنے سیورج کے گندے پانی میں سینکڑوں مقدس اوراق کے بورے موجود ہیں، جس میں قرآن پاک کی بہت بے ادبی ہو رہی ہے۔

اور شہر سے دور گہرے کنویں بھی اب ختم ہوتے جا رہے ہیں، ہمیں بہت مایوسی ہو رہی ہے کہ ہماری محنت ضائع ہو رہی ہے کہ مقدس اوراق کو بے احترامی و بے ادبی سے بچانے کی خاطر، خود بے احترامی و بے ادبی لازم آ رہی ہے۔

اور اتنی بڑی مقدار کو محفوظ مقامات میں ادب واحترام کے ساتھ، دفن کرنا بھی اب تقریباً ناممکن ہو چکا ہے، کیونکہ نہ اتنی وسیع وعریض محفوظ جگہ میسر ہے، اور نہ ہی اس میں ادب واحترام کے ساتھ دفن کرنے کا انتظام موجود ہے۔

اس کے علاوہ قرآنی اوراق کو سمندر، یا کنووں وغیرہ میں ڈالنے اور دفن کرنے سے، نہ یہ سالہا سال

تک گلتے ہیں، نہ ہی مٹی کے ساتھ مٹی ہوتے ہیں، بلکہ بارش کے بعد پانی میں بہہ جاتے ہیں، اور گندے ندی نالوں میں جاتے ہیں اور بہت بے ادبی ہوتی ہے۔

کچھ حضرات کہتے ہیں کہ بوسیدہ قرآنی اوراق کو ہمیشہ کے لیے بے ادبی سے بچانے کے لیے اس کو پاک جگہ میں جلا کر اس کی راکھ کو پاک جگہ ڈال دیا جائے، یا دفن کر دیا جائے، یا اس راکھ کو پاک صاف پانی میں بہا دیا جائے، کیا یہ درست ہے؟ یا کوئی ایسا طریقہ بتائیں، جو ممکن اور آسان ہو اور دوبارہ بے ادبی کا امکان نہ رہے۔

مفتی صاحب! یہ مسئلہ اب سنگین صورت اختیار کر چکا ہے، ایک تو سمندر میں ڈالنے کی پابندی اور بے ادبی کی وجہ سے، دوسرے محفوظ کنوؤں کے ختم ہو جانے اور دفن کی محفوظ اور احترام والی جگہ میسر نہ آنے، اور اس کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے۔

جب اس سلسلے میں مختلف مکاتبِ فکر کے مفتیانِ کرام سے حل کی درخواست کی گئی، تو انہوں نے پانی میں بہانے، یا دفن کرنے کے علاوہ، کوئی تیسرا قابلِ عمل اور سہل راستہ نہیں بتلایا، اور بعض حضرات نے جلانے کو بے ادبی و بے احترامی اور تعزیراتِ پاکستان کے تحت قابلِ سزا جرم قرار دیا، جبکہ مقدس اوراق کو جلانے سے، ہمارا مقصود بے ادبی و بے احترامی ہرگز نہیں، بلکہ ان کو بے ادبی و بے احترامی سے بچانا مقصود ہے۔

اب ہم روزانہ ہزاروں کی تعداد میں مقدس اوراق کے بورے کہاں لے کر جائیں؟ اسی وجہ سے کئی چھوٹے اداروں نے کام بند کر دیا ہے، اگر ہمیں تیسرا راستہ نہیں ملتا، تو ہمیں بھی مجبوراً یہ کام بند کرنا پڑے گا۔

رہنمائی فرما کر ہماری اس مشکل کو آسان کر دیں، اور قرآن وسنت اور فقہائے کرام کے اقوال کی روشنی میں بے ادبی و بے احترامی سے بچنے کی خاطر جلانے کی، اگر گنجائش ہو، تو باحوالہ ہمیں اس پر فتویٰ تحریر فرمادیں، آپ کی نوازش ہوگی۔

محمد عرفان بغدادی الحافی

خادم: بشر حافی فاؤنڈیشن (مقدس اوراق کی خدمت کا ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

قرآن مجید اور اللہ اور اس کے رسول کے نام وکلمات پر مشتمل، مقدس اوراق کو اہانت کے طور پر آگ میں جلانا، یا اہانت کے طور پر اس کے حروف ونقوش کو مٹانا جائز نہیں، اور اگر کوئی مسلمان اس طرح کا عمل اہانت کے طور پر قصداً وعمداً کرے، تو اس سے کفر لازم آ جاتا ہے۔

پاکستان میں بھی آرڈیننس ون 1982ء کے ذریعے تعزیرات دفعہ 295۔بی، شامل کی گئی، جس کی رو سے جان بوجھ کر قرآن مجید، یا آیاتِ مقدسہ کی بے حرمتی کرنا، جرم قرار دیا گیا اور اس جرم کا ارتکاب کرنے پر مجرم کے لئے، سخت سزا مقرر کی گئی۔

البتہ اگر قرآن مجید، اور مقدس اوراق کے بوسیدہ و پرانا ہونے، یا ان میں اغلاط ہونے کی وجہ سے، ان سے انتفاع مشکل ہو، اور ان کو بے ادبی سے بچانے کی خاطر آگ میں جلانے کی ضرورت پیش آئے، تو جمہور فقہائے کرام کے نزدیک اس کی گنجائش اور خلیفۂ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ودیگر صحابۂ کرام وتابعین سے اس کا ثبوت پایا جاتا ہے، خاص طور پر جبکہ اس طرح کے مواد کو پاک و صاف پانی سے دھو کر مٹانا، نیز اس طرح کے مواد کو ایسی پاک وصاف جگہ دفن کرنا مشکل ہو، جہاں کسی کے پاؤں نہ پڑتے ہوں، جیسا کہ آج کل اس طرح کے کثیر مواد کو شہروں میں دفن کرنے کی پاک اور قابلِ احترام جگہیں میسر آنا مشکل ہے۔

خلیفۂ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے خلافتِ راشدہ کے دور میں تمام صحابۂ کرام اور مسلمانوں کو قرآن مجید کے ایک طرح کے نسخے پر جمع فرمایا تھا، اور اس نسخہ کے علاوہ جن لوگوں کے پاس اپنے اپنے نسخے تھے، جن میں باہم کچھ فرق پایا جاتا تھا، ان کو جلانے، مٹانے، اور دفن وغیرہ کرنے کا حکم فرمایا تھا، جس کا ذکر مستند ومعتبر احادیث وروایات میں آیا ہے۔

جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقتِ ضرورت مقدس اور قرآنی اوراق کو بے ادبی و بے احترامی وغیرہ سے بچانے کی خاطر جلا دینا جائز ہے۔

اور اسی بناء پر جمہور فقہائے کرام یعنی مالکی، شافعی اور حنبلی فقہائے کرام کے نزدیک ناقابلِ انتفاع

مقدس اور قرآنی اوراق کو بے ادبی سے بچانے کے لئے جلانا بھی بلا کراہت جائز ہے، اور اسی کے بعض محققینِ حنفیہ بھی قائل ہیں۔

لیکن بعض مشائخِ حنفیہ کے نزدیک قرآن مجید اور دینی مضامین کے اوراق اور نسخوں کو بے ادبی سے بچانے کے لئے جلانا مکروہ ہے۔

اور اس کے بجائے ان کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر پاکیزہ جگہ میں جہاں لوگوں کی آمد ورفت نہ ہوتی ہو، مسلمان میت کی طرح، احتیاط کے ساتھ دفن کردینا چاہیے، یا پاک وصاف پانی سے دھوکر نقوش کو مٹادینا چاہیے، یا ایسی جگہ رکھ دینا چاہیے، جہاں بے وضو آدمی کا ہاتھ نہ پہنچے، اور نہ ہی ان اوراق کو گرد وغبار لگے، اور نہ کوئی گندگی پہنچے۔ [1]

لیکن یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ مذکورہ مشائخِ حنفیہ کے نزدیک ناقابلِ انتفاع قرآنی اوراق

---

[1] الأصل أن المصحف الصالح للقراء ة لا يحرق، لحرمته، وإذا أحرق امتهانا يكون كفرا عند جميع الفقهاء .

وهناک بعض المسائل الفرعية، منها :

قال الحنفية :المصحف إذا صار خلقا، وتعذر القراء ة منه، لا يحرق بالنار، بل يدفن، كالمسلم. وذلک بأن يلف فی خرقة طاهرة ثم يدفن .وتكره إذابة درهم عليه آية، إلا إذا كسر، فحينئذ لا يكره إذابته، لتفرق الحروف، أو؛ لأن الباقی دون آية.

وقال المالكية :حرق المصحف الخلق إن كان على وجه صيانته فلا ضرر، بل ربما وجب .

وقال الشافعية :الخشبة المنقوش عليها قرآن فی حرقها أربعة أحوال :يكره حرقها لحاجة الطبخ مثلا، وإن قصد بحرقها إحرازها لم يكره، وإن لم يكن الحرق لحاجة، وإنما فعله عبثا فيحرم، وإن قصد الامتهان فظاهر أنه يكفر.

وذهب الحنابلة إلی جواز تحريق المصحف غير الصالح للقراء ة .

أما كتب الحديث والفقه وغيرها فقال المالكية :إن كان على وجه الاستخفاف فإحراقها كفر مثل القرآن، وأيضا أسماء الله وأسماء الأنبياء المقرونة بما يدل على ذلک مثل " :عليه الصلاة والسلام "لا مطلق الأسماء .

وقال الحنفية :هذه الكتب إذا كان يتعذر الانتفاع بها يمحى عنها اسم الله وملائكته ورسله ويحرق الباقی(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲ص ۱۲۳، ۱۲۴، مادة ”احراق“)

وقال الحنفية :الكتب التی لا ينتفع بها يمحى عنها اسم الله وملائكته ورسله ويحرق الباقی، ولا بأس بأن تلقى فی ماء جار كما هی، أو تدفن وهو أحسن كما فی الأنبياء ، وكذا جميع الكتب إذا بليت وخرجت عن الانتفاع بها.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

کو جلانے کے مکروہ ہونے کا قول ''کراہتِ تنزیہی'' پر محمول ہے، کیونکہ جواز اور کراہت کے اقوال میں تطبیق اسی طرح بہتر طریقے پر ممکن ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ کراہتِ تنزیہی کا ارتکاب گناہ نہیں کہلاتا۔

نیز جس مسئلے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہو، ان میں سے کسی کے قول پر عمل کرنے والے پر نکیر کرنا بھی درست نہیں ہوا کرتا، جیسا کہ باحوالہ آگے آتا ہے۔

اور جب جلانے کے علاوہ ادب واحترام کی دوسری صورتیں میسر نہ ہوں، یا دوسری صورتوں کو اختیار کرنے سے بے ادبی و بے احترامی لازم آتی ہو، تو پھر بے ادبی و بے احترامی سے بچانے کی خاطر جلانے کے قول پر عمل کرنا متعین ہو جاتا ہے۔

آگے اس سلسلے میں احادیث وروایات اور چند عبارات وفتاویٰ جات نقل کیے جاتے ہیں۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وَأَرْسَلَ إِلٰى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوْا، وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِيْ كُلِّ صَحِيْفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ، أَنْ يُّحْرَقَ (صحيح البخارى، رقم الحديث ۴۹۸۷، كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن)

ترجمہ: اور (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) جو مصاحف لکھوائے، ان میں سے ایک ایک تمام علاقوں میں بھیج دیا اور حکم دے دیا کہ اس کے سوا جو قرآن (کسی کے پاس بھی) صحیفہ، یا مصحف میں ہے، اس کو جلا دیا جائے (بخاری)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال ابن عابدين :وفى الذخيرة :المصحف إذا صار خلقا وتعذرت القراء ة منه لا يحرق بالنار، وإليه أشار محمد وبه نأخذ، ولا يكره دفنه، وينبغي أن يلف بخرقة طاهرة ويلحد له؛ لأنه لو شق ودفن يحتاج إلى إهالة التراب عليه وفي ذلك نوع تحقير، إلا إذا جعل فوقه سقف، وإن شاء غسله بالماء، أو وضعه في موضع طاهر لا تصل إليه يد محدث ولا غبار ولا قذر، تعظيما لكلام الله عز وجل(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۴ص ۱۹۲، مادة " كتاب ")

www.idaraghufran.org

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

وَبَعَثَ إِلٰی کُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوْا، وَأَمَرَ مِمَّا سِوٰی ذٰلِکَ مِنَ الْقُرْآنِ فِيْ کُلِّ صَحِيْفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُّمْحٰی أَوْ يُحْرَقَ (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۴۵۰۶، کتاب السیر) [1]

ترجمہ: اور (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) لکھوائے ہوئے مصاحف میں سے ایک ایک نسخہ تمام علاقوں میں بھیج دیا اور حکم دے دیا کہ اس نسخہ کے سوائے جو قرآنی صحیفہ یا مصحف میں (کسی کے پاس) ہے، اس کو مٹا دیا، یا جلا دیا جائے (ابن حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے لکھوائے ہوئے نسخوں کے علاوہ قرآن مجید کے دیگر نسخوں کے مٹانے، یا جلانے کا حکم فرمایا تھا، اور مذکورہ روایات میں ''نسخوا'' سے مراد وہ نسخے ہیں، جو انہوں نے لکھوائے تھے، نہ کہ منسوخ شدہ نسخے۔ [2]

بعض دوسری روایات میں بھی خلیفۂ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے دوسرے نسخوں کو مٹانے، یا جلانے کا ذکر آیا ہے۔ [3]

---

[1] قال شعیب الارنؤط:

إسناده صحيح على شرطهما (حاشية صحيح ابن حبان)

[2] نسخوا سبعة مصاحف فأرسل بستةٍ إلى مكة، والشام، واليمن، والبحرين، والبصرة، والكوفة، وبقي واحدة بالمدينة (التَّحبير لإيضَاح مَعَاني التَّيسير للصنعانی، ج۲ص۵۰۹، حرف التاء، کتاب: تأليف القرآن وترتيبه وجمعه)

(حتى إذا نسخوا) أي: كتبوا (مرقاة المفاتيح، ج۴، ص۱۵۰۹، کتاب فضائل القرآن)

[3] فكتبوا الصحف في المصاحف، فبعث إلى كل أفق بمصحف، وأمر بما سوى ذلك من القرآن في كل صحيفة أن تمحى أو تحرق (السنن الكبرى للبيهقي، رقم الحديث ۲۴۰۹، كتاب الصلاة، باب الدليل على أن ما جمعته مصاحف الصحابة – رضى الله عنهم – كله قرآن، الخ)

عن أبي قلابة قال: لما كان في خلافة عثمان جعل المعلم يعلم قراءة الرجل، والمعلم يعلم قراءة الرجل، فجعل الغلمان يلتقون فيختلفون حتى ارتفع ذلك إلى المعلمين قال أيوب: لا أعلمه إلا قال: حتى كفر بعضهم بقراءة بعض، فبلغ ذلك عثمان، فقام خطيبا فقال: أنتم عندي تختلفون فيه فتلحنون، فمن نأى عني من الأمصار أشد فيه اختلافا، وأشد لحنا، اجتمعوا يا أصحاب محمد واكتبوا للناس إماما قال أبو قلابة: فحدثني أنس بن مالك (قال أبو بكر:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جن کے مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقتِ ضرورت قرآنی اور مقدس اوراق کو بے ادبی و بے احترامی وغیرہ سے بچانے کی خاطر جلا دینا جائز ہے۔

امام نووی کا حوالہ

صحیح مسلم کے عظیم شارح ومحدث امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اَلسَّابِعَةُ عَشَرَ جَوَازُ إِحْرَاقِ وَرَقَةٍ فِيهَا ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى لِمَصْلَحَةٍ كَمَا فَعَلَ عُثْمَانُ وَالصَّحَابَةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بِالْمَصَاحِفِ الَّتِىْ هِىَ غَيْرُ مُصْحَفِهِ الَّذِىْ أَجْمَعَتِ الصَّحَابَةُ عَلَيْهِ وَكَانَ ذٰلِكَ صِيَانَةً فَهِىَ حَاجَةٌ

(شرح النووی علىٰ مسلم، ج۱۷ ص ۱۰۱، كتاب التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالک وصاحبيه)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

هذا مالک بن أنس) قال :كنت فيمن أملى عليهم فربما اختلفوا فى الآية فيذكرون الرجل قد تلقاها من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولعله أن يكون غائبا ، أو فى بعض البوادى ، فيكتبون ما قبلها وما بعدها ، ويدعون موضعها حتى يجىء أو يرسل إليه ، فلما فرغ من المصحف كتب إلى أهل الأمصار :أنى قد صنعت كذا محوت ما عندى فامحوا ما عندكم(المصاحف لابنِ ابى داوٗد،ص۹۵، ۹۶، جمع عثمان رحمة الله عليه المصاحف)

أنس بن مالک، أن حذيفة بن اليمان، قدم على عثمان بن عفان، وكان يغزو مع أهل العراق قبل أرمينية فى غزوهم ذلک فيمن اجتمع من أهل العراق، وأهل الشام، فتنازعوا فى القرآن حتى سمع حذيفة اختلافهم فيه ما زعره، فركب حذيفة حتى قدم على عثمان، فقال :يا أمير المؤمنين أدرک هذه الأمة قبل أن يختلفوا فى القرآن اختلاف اليهود والنصارى فى الكتب ؛ ففزع لذلک عثمان بن عفان، فأرسل إلى حفصة بنت عمر أن أرسلى إلى بالمصحف التى جمع فيها القرآن، فأرسلت إليه بها حفصة، فأمر عثمان زيد بن ثابت، وسعيد بن العاص، وعبد الله بن الزبير، وعبد الرحمن بن الحارث بن هشام أن ينسخوها فى المصاحف، وقال لهم :إذا اختلفتم أنت وزيد بن ثابت فى عربية من عربية القرآن فاكتبوها بلسان قريش، فإن القرآن إنما نزل بلسانهم، ففعلوا حتى كتبت المصاحف، ثم رد عثمان المصحف إلى حفصة، وأرسل إلى كل جند من أجناد المسلمين بمصحف، وأمرهم أن يحرقوا كل مصحف يخالف المصحف الذى أرسل به، فذلک زمان حرقت المصاحف بالنار(مسند الشاميين،للطبرانى،رقم الحديث ۱۹۹۲،ج۳ص۱۵۶)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: (حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے) سترھویں بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس ورقہ کے اندر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو، اُسے کسی مصلحت سے جلانا جائز ہے، جیسا کہ حضرت عثمان اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید کے اُن نسخوں کے ساتھ کیا تھا، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اُس نسخہ کے علاوہ تھے، جس پر صحابۂ کرام کا اجماع ہوا تھا، اور یہ حفاظت کی غرض سے کیا تھا، پس یہ ایک ضرورت تھی (نووی)

علامہ ابنِ بطال کا حوالہ

علامہ ابنِ بطال، صحیح بخاری کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

وفى أمر عثمان بتحريق الصحف والمصاحف حين جمع القرآن جواز تحريق الكتب التى فيها أسماء الله تعالى وأن ذلك إكرام لها، وصيانة من الوطء بالأقدام وطرحها فى ضياع من الأرض .وروى معمر، عن ابن طاوس، عن أبيه أنه كان يحرق الصحف إذا اجتمعت عنده الرسائل فيها بسم الله الرحمن الرحيم، وحرق عروة بن الزبير كتب فقه كانت عنده يوم الحرة، وكره إبراهيم أن تحرق الصحف إذا كان فيها ذكر الله، وقول من حرقها أولى بالصواب .وقد قال أبو بكر بن الطيب :جائز للإمام تحريق الصحف التى فيها القرآن إذا أداه الاجتهاد إلى ذلك (شرح صحيح البخارى لابن بطال، ج١٠، ص٢٢٦، كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن)

ترجمہ: اور قرآن مجید کو جمع کرنے کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن مجید کے نسخوں کو جلانے کا حکم فرمانے سے معلوم ہوا کہ جن کتابوں میں اللہ تعالیٰ کے مبارک نام ہوتے ہیں، ان کو جلانا جائز ہے، اور یہ (یعنی جلانا، اہانت نہیں ہے، بلکہ) ان کتابوں کا اکرام ہے، اور ان کے پیروں کے نیچے آنے اور زمین میں یونہی بے کار

پھینکنے سے حفاظت کا ذریعہ ہے، اور حضرت معمر نے ابنِ طاوس اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ جب ان کے پاس مختلف خطوط و رسائل جمع ہو جاتے تھے، جن میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی (لکھی) ہوتی تھی، تو وہ ان کو جلا دیا کرتے تھے، اور حضرت عروہ بن زبیر نے حرہ کے واقعہ کے موقع پر اپنے پاس موجود فقہ کی کتابوں کو جلا دیا تھا، اور ابراہیم نخعی نے کتابوں کے نسخوں کے جلانے کو مکروہ قرار دیا ہے، جب کہ ان میں اللہ کا نام ہو، اور جلانے کو جائز قرار دینے والوں کا قول درستگی کے زیادہ قریب ہے، اور ابوبکر بن طیب نے فرمایا کہ حاکم کے لئے ان نسخوں کا جلانا جائز ہے، جن میں قرآن مجید ہو، جب کہ اس کا اجتہاد اس کو مناسب سمجھے (شرح صحیح بخاری لابنِ بطال)

شمسُ الدین سفیری کا حوالہ

شمسُ الدین محمد بن عمر سفیری (المتوفیٰ:956ہجری) صحیح بخاری کی شرح میں فرماتے ہیں:

وهل الحرق أولى أو الغسل بالماء ؟ قال بعضهم :الحرق أولى من الغسل، لأنها بعد الغسل قد تقع على الأرض، ولا يكره الحرق إذا تعلق به غرض صحيح، كما إذا خاف أن توطأ تلك الورقة أو تستعمل في غير القراء ة، فقد أحرق عثمان مصاحف، وكان فيها آيات وقرآن منسوخ ولم ينكر عليه.

قال الزركشي :نعم يكره الحرق لغير حاجة (شرح صحيح البخارى لشمس الدين السفيرى، ج۲، ص ۲۴، كتاب بدء الوحى)

ترجمہ: اور کیا (ان مصاحف اور قرآنی نسخوں کو) جلانا افضل ہے، یا پانی سے دھونا؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ دھونے کے بجائے جلانا زیادہ افضل ہے، اس لئے کہ بعض اوقات وہ دھونے کے بعد زمین پر گرتا ہے (جس کی بے ادبی کا خدشہ ہوتا ہے) اور جلانا اُس صورت میں مکروہ نہیں، جب کہ اس سے کوئی صحیح غرض وابستہ ہو، مثلاً یہ خوف ہو کہ اس ورقہ کی پیروں تلے روند کر بے ادبی ہوگی، یا قرائت کے علاوہ کسی اور

چیز (مثلاً ردّی) میں استعمال ہوگا (تو اس صورت میں جلانا مکروہ نہیں) کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی مصاحف کو جلایا تھا، جس میں آیات تھیں، اور قرآن کا منسوخ حصہ بھی تھا، اوراس پر (ان کے مبارک دور میں) نکیر نہیں کی گئی۔

اورزرکشی نے فرمایا کہ البتہ بلاضرورت جلانا مکروہ ہے (سفیری)

اس سے معلوم ہوا کہ بے ادبی سے بچانے کی غرض سے دھونے اور جلانے کے جواز کے ساتھ ساتھ ان میں سے افضل طریقہ کے متعلق اختلاف ہے۔

لیکن اس میں شبہ نہیں کہ جو طریقہ بھی حسبِ ضرورت اختیار کیا جائے، اس کے جائز ہونے میں کلام نہیں۔

خاص طور پر جب جلانے کے علاوہ دوسرے ذرائع مشکل ہوں، تو جلانے کے جائز ہونے میں تامل کرنا، بے جا غلو ہے۔

علامہ عینی حنفی اور علامہ بکری شافعی کا حوالہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی اور محمد علی بن محمد بن علان بکری شافعی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ:

وجواز إحراق ورقة فيها ذكر اللّٰه إذا كان لمصلحة (عمدة القارى، ج١٨ ص ٥٥، كتاب المغازى، فى حديث كعب بن مالك، باب غزوة تبوك، دليل الفالحين، ج ١ ص ١٤٠، باب التوبة)

ترجمہ: اور (حضرت کعب کی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ) جس ورقہ میں اللہ کا ذکر ہو، اس کو جلانا جائز ہے، جبکہ کسی مصلحت سے ایسا کیا جائے (عمدۃ القاری، دلیل الفالحین)

اس سے معلوم ہوا کہ مقدس اوراق کا کسی مصلحت سے جلانا جائز ہے، اور مقدس اوراق کو بے ادبی سے بچانے کا مقصد اہم مصلحت میں داخل ہے، جیسا کہ ظاہر ہے۔

علامہ ابنِ حجر ہیتمی اور عبدالحمید شروانی کا حوالہ

علامہ احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی فرماتے ہیں:

ويكره حرق ما كتب عليه إلا لغرض نحو صيانة ومنه تحريق عثمان – رضي الله عنه – للمصاحف والغسل أولى منه (تحفة المحتاج فی شرح المنهاج، ج ١، ص ١٥٥، كتاب احكام الطهارة، باب اسباب الحدث)

ترجمہ: اور اس چیز (یعنی تختی، کاغذ وغیرہ) کو جلانا مکروہ ہے، جس پر قرآن مجید لکھا ہوا ہو، مگر (بے ادبی وغیرہ سے) حفاظت وغیرہ کی غرض سے جلانا مکروہ نہیں، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مصاحف کو جلانا، اسی (حفاظت وغیرہ کے) قبیل سے تھا، اور جلانے کے مقابلہ میں دھو دینا، زیادہ بہتر ہے (تحفۃ المحتاج)

مذکورہ عبارت کی شرح میں ''عبدالحمید شروانی'' فرماتے ہیں:

(قوله :والغسل أولى منه) أي إذا تيسر ولم يخش وقوع الغسالة على الأرض وإلا فالتحريق أولى بجيرمي عبارة البصري.

قال الشيخ عز الدين وطريقه أن يغسله بالماء أو يحرقه بالنار قال بعضهم إن الإحراق أولى؛ لأن الغسالة قد تقع على الأرض (حاشية الشرواني،على تحفة المحتاج، ج ١، ص ١٥٥، كتاب الجنائز)

ترجمہ: مصنف کا یہ قول کہ (مقدس اوراق کو) جلانے کے مقابلہ میں دھونا بہتر ہے، یہ اس صورت میں ہے، جبکہ دھونا آسان ہو، اور دھلے ہوئے پانی کے زمین پر گرنے کا خوف نہ ہو، ورنہ جلا دینا اولیٰ و بہتر ہوگا، بجیرمی کی بصری کی عبارت اسی طرح ہے۔

شیخ عز الدین (بن عبدالسلام شافعی) نے فرمایا کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو پانی سے دھو دے، یا آگ میں جلا دے، بعض نے فرمایا کہ جلا دینا اولیٰ و بہتر ہے، کیونکہ دھلا ہوا پانی بعض اوقات زمین پر گر جاتا ہے (حاشیۃ الشروانی)

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ بے ادبی سے بچانے کے لیے مقدس اور قرآنی اوراق کو دھونا اور جلانا دونوں طریقے جائز ہیں، اور ان میں سے افضل طریقہ میں اختلاف ہے، افضلیت اس وجہ سے بھی ہوسکتی ہے کہ انسان کو ان میں سے کونسے طریقہ پر عمل کرنا ممکن، قابلِ عمل، یا سہل ہے۔

ظاہر ہے کہ بعض اوقات دھونا ممکن، یا سہل نہیں ہوتا، بالخصوص موجودہ دور میں جب پختہ کاغذ پر سیاہی سے لکھائی ہوتی ہے، جس کو مٹانا ممکن نہیں ہوتا، اور اس کے مقابلہ میں، جلا دینا ممکن اور سہل ہے، جس پر ہر شخص اپنے اپنے مقام پر بآسانی عمل کرسکتا ہے، اور افضلیت اس وجہ سے بھی ہوسکتی ہے کہ کس طریقہ پر عمل کرنے سے بے ادبی سے زیادہ حفاظت پائی جاتی ہے۔

علامہ زکریا بن محمد انصاری اور علامہ رملی کا حوالہ

زکریا بن محمد انصاری شافعی فرماتے ہیں:

(و) يكره (إحراق خشب نقش به) أي بالقرآن نعم إن قصد به صيانة القرآن فلا كراهة وعليه يحمل تحريق عثمان – رضى الله عنه – المصاحف.

وقد قال ابن عبد السلام من وجد ورقة فيها البسملة ونحوها لا يجعلها في شق ولا غيره لأنها قد تسقط فتوطأ وطريقه أن يغسلها بالماء أو يحرقها بالنار صيانة لاسم الله تعالى عن تعرضه للامتهان

(اسنى المطالب، ج ا، ص ٦٢، كتاب الطهارة، باب الاحداث،فصل ما يحرم بالحدث)

ترجمہ: اور اس تختی (یا کاغذ وغیرہ) کا جلانا مکروہ ہے، جس پر قرآن مجید لکھا ہوا ہو، البتہ اگر اس سے قرآن کی (بے ادبی وغیرہ سے) حفاظت مقصود ہو، تو پھر مکروہ نہیں، اور اسی پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مصاحف کو جلانا محمول کیا جاتا ہے۔

اور (عزالدین) ابنِ عبدالسلام (شافعی) نے فرمایا کہ جس نے ایسا کاغذ پایا، جس میں بسم اللہ، یا اس جیسی کوئی چیز (مثلاً آیت، یا سورت) لکھی ہوئی ہے، تو اس کو کسی سوراخ وغیرہ میں نہ رکھے، کیونکہ وہ کاغذ بعض اوقات نیچے گرجاتا ہے، پھر پاؤں تلے آتا ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو پانی سے دھودے، یا اس کو آگ میں جلا دے، اللہ تعالیٰ

www.idaraghufran.org

کے نامِ نامی (وکلامِ الٰہی) کو بے احترامی سے بچانے کے لیے(اسنی المطالب)

علامہ رملی مذکورہ عبارت کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

(قوله :صيانة لاسم الله تعالى عن تعرضه للامتهان) ، وقال بعضهم :إن الإحراق أولى من الغسل لأن الغسالة قد تقع على الأرض (حاشية الرملى الكبير على اسنى المطالب، ج ا ،ص ٦٢ ،باب الأحداث،فصل ما يحرم بالحدث)

ترجمہ: مصنف کا یہ قول کہ ''اللہ تعالیٰ کے نامِ نامی کو بے احترامی سے بچانے کے لیے'' بعض نے فرمایا کہ جلا دینا بہتر ہے، دھونے کے مقابلہ میں، کیونکہ بعض اوقات دھلا ہوا پانی زمین پر گرتا ہے(حاشیۃ الرملی)

مذکورہ عبارات سے بھی معلوم ہوا کہ جلا دینا بھی جائز ہے، اور دھو دینا بھی، ان میں سے حسبِ ضرورت وحسبِ سہولت، جس قول پر بھی عمل کیا جائے، گناہ نہیں۔

بلکہ اگر ادب واحترام کے ساتھ دھو کر مٹانا ممکن نہ ہو، یا اس میں بے ادبی کا احتمال ہو، تو پھر جلا دینا افضل ہے۔

اوراس کی دلیل خلیفۂ راشد، جامعِ قرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عمل ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ آج کل کی پختہ چھپائی والی روشنائی کو کاغذ سے دھو کر مٹانا ممکن نہیں ہوتا، اور اسی وجہ سے جب مقدس تحریرات پر مشتمل اوراق اور مواد کو سمندر، یا دریا برد کیا جاتا ہے، تو عرصۂ دراز تک نہ اس کی روشنائی اور لکھائی ختم ہوتی، اور نہ ہی کاغذ وغیرہ پوری طرح سے تلف ہوتا، اور اس کے نتیجے میں وہ مواد اور اوراق، ہوا سے اڑ کر، یا پانی کے ذریعے تیر کر بے ادبی والے مقام پر پہنچتے ہیں، ایسی صورت میں بے ادبی سے بچانے کے لیے جلا دینا افضل ہوگا، خصوصاً جبکہ ادب واحترام کے ساتھ، اس قدر کثیر مواد کو پاک وصاف جگہ دفن کرنے کا میسر آنا بھی مشکل ہو رہا ہو۔ [1]

---

[1] قوله :(وعليه يحمل تحريق عثمان إلخ) وقد قال ابن عبد السلام :من وجد ورقة فيها البسملة ونحوها لا يجعلها في شق ولا غيره؛ لأنها قد تسقط فتوطأ وطريقه أن يغسلها بالماء أو يحرقها بالنار صيانة لاسم الله تعالى عن تعرضه للامتهان شرح الروض، وإذا تيسر الغسل ولم يخش وقوع الغسالة على الأرض فهو أولى، وإلا فالتحريق أولى(حاشية البجيرمى على الخطيب، ج ا ،ص ٣٧٢، كتاب بيان أحكام الطهارة،فصل في الحيض والنفاس والاستحاضة)

www.idaraghufran.org

’’تحفةُ الاحوذی‘‘ کا حوالہ

اہلِ حدیث مسلک کے مشہور عالم علامہ مبارکپوری (المتوفٰی:1353ہجری) ’’سنن الترمذی‘‘ کی شرح ’’تحفةُ الاحوذی‘‘ میں فرماتے ہیں:

قلت لو تأملت عرفت أن الاحتياط هو فى الإحراق دون الدفن ولهذا اختار عثمان رضى الله عنه ذلك (تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی، ج۸ص ۴۱۲، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة التوبة)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اگر آپ غور کریں گے تو یہ بات پہچان لیں گے کہ احتیاط جلانے میں ہے، نہ کہ دفن کرنے میں، اسی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جلانے کے طریقہ کو اختیار فرمایا (تحفۃ الاحوذی)

مطلب یہ ہے کہ جلانے میں نقوش وحروف بالکل ختم ہوجاتے ہیں، اور آئندہ ان کی بے ادبی واہانت کی صورت باقی نہیں رہتی، اس لیے جلادینا بہتر اور احتیاط پر مبنی ہے۔

’’مرعاةُ المفاتیح‘‘ کا حوالہ

اہلِ حدیث سلسلے کے ایک دوسرے عالم، ابوالحسن عبیداللہ بن محمد عبدالسلام مبارکپوری (المتوفٰی: 1414ہجری) ’’مشکاةُ المصابیح‘‘ کی شرح ’’مرعاةُ المفاتیح‘‘ میں ’’صاحبِ تحفةُ الاحوذی‘‘ کی مذکورہ عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

قلت: وإحراقه بقصد صيانته بالكلية لا امتهان فيه بوجه بل فيه دفع سائر صور الإهانة فهو الأولى بل المتعين، وأما القول بتعين الغسل ففساده ظاهر مع أنه لا يمكن فى الأوراق المطبوعة كما لا يخفى (مرعاة المفاتيح، ج۷ص ۳۳۰، كتاب فضائل القرآن، الفصل الثالث)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ (مقدس وبوسیدہ اور نا قابلِ استعمال) قرآن (کے نسخوں) کو جلادینا، جبکہ اس کی بالکلیہ حفاظت کے پیشِ نظر ہو، اس میں کسی حیثیت سے بھی اہانت و

www.idaraghufran.org

بے ادبی کا تصور نہیں پایا جاتا، بلکہ اس میں اہانت و بے ادبی کی تمام صورتوں سے حفاظت پائی جاتی ہے، لہٰذا یہی صورت بہتر، بلکہ (موجودہ دور میں) متعین ہے، جہاں تک دھو دینے کے متعین ہونے کا قول ہے، تو اس کا فساد ظاہر ہے، باوجودیکہ موجودہ دور کے مطبوعہ اوراق کا دھو دینا ممکن بھی نہیں ہے، جیسا کہ یہ بات مخفی نہیں (مرعاۃ المفاتیح)

مطلب یہ ہے کہ جو لکھائی ایسی ہو کہ پانی وغیرہ سے مٹائی جاسکتی ہو، اس کو تو دھو کر مٹانا ممکن ہے، لیکن موجودہ دور میں کاغذ پر مطبوعہ، پختہ تحریر اور لکھائی کو دھو کر مٹانا ممکن نہیں (الّا یہ کہ کاغذ اور اوراق کا ہی گودا وغیرہ بنایا جائے، یا کاغذ کو ریزہ ریزہ کیا جائے) ایسی صورت میں جلا دینا سب سے بہتر ہے، کیونکہ اس میں نقوش وحروف کا وجود ختم ہو جانے کی وجہ سے اہانت و بے ادبی کی تمام صورتوں کا بالکلیہ خاتمہ ہو جاتا ہے، اور جلا دینا ہر شخص کے لیے بآسانی ممکن بھی ہے کہ یہ کام اپنے مقام پر رہتے ہوئے ہر شخص بآسانی انجام دے سکتا ہے، اس صورت میں دوسرے لوگوں، یا کسی ادارہ کی مدد لینے، یا اوراق اور مواد کو کسی دوسری جگہ پہنچانے کی بھی ضرورت نہیں، برخلاف دفن کر دینے، یا دوسری صورتوں کے کہ ان پر موجودہ زمانہ میں ہر شخص کو اپنے مقام پر رہتے ہوئے عمل کرنا سہل، بلکہ ممکن نہیں۔

محمد بن محمد مختار شنقیطی کا حوالہ

محمد بن محمد مختار شنقیطی فرماتے ہیں:

حرق المصاحف يجوز إذا تلفت وخشي عليها الضرر، وهذا استنبطه طائفة من العلماء من فعل الصحابة رضوان الله عليهم، فإن عثمان رضى الله عنه لما نسخ المصحف الإمام أمر بإحراق بقية المصاحف. فدل هذا على أنه إذا وجد ضرر على القرآن كأن يكون في موضع يمتهن فيه أو موضع يخشى أن يتطاير ورقه فيمتهن فيجوز حرقه (شرح زاد المستقنع،لمحمد بن محمد المختار الشنقيطي،رقم الدرس ١٩١، ص١٣،دروس

www.idaraghufran.org

صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية، كتاب البيع، باب الحواله، حكم حرق أوراق القرآن إذا كان ممزقا)

ترجمہ: قرآن مجید کے نسخے جب تلف ہوجائیں، اوران کے نقصان کا اندیشہ ہو، توان کوجلانا جائز ہے، علماء کی ایک جماعت نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فعل سے اس کی دلیل پکڑی ہے، کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب ایک مرکزی نسخہ کو تحریر کرایا، تو قرآن مجید کے بقیہ نسخوں کوجلانے کا حکم فرمایا تھا۔

جس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جب قرآن کے متعلق کوئی ضرر لاحق ہو، مثلاً وہ ایسی جگہ میں ہو، جہاں اس کی بے اکرامی لازم آتی ہو، یا ایسی جگہ ہو کہ اس کے ورق اڑ کر بے اکرامی لازم آنے کا ڈر ہو، تو اس کوجلانا جائز ہے (شرح زاد المستقنع)

آج کل شہروں میں پائے جانے والے بوسیدہ اور ناقابلِ انتفاع اوراق اور مواد کی بڑی مقدار کوادب واحترام کے ساتھ دفن کرنا، تو مشکل ہوتا ہے، اور دریابُرد وغیرہ کرنے کی صورت میں اس کے اوراق اڑ کر، یا بہہ کرایسے مقام پر پہنچ جاتے ہیں، جہاں ان کی بے اکرامی لازم آتی ہے، ایسی صورت میں ان کوبے اکرامی اور بے احترامی سے بچانے کے لیے جلانا جائز ہوگا۔

سعودی عرب کی ''اللجنةُ الدائمة'' کا حوالہ

حکومتِ سعودیہ نے عرصۂ دراز سے چیدہ چیدہ اور بڑے اصحابِ علم حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کررکھی ہے، جس کا نام ''اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء'' ہے، اس کمیٹی میں سعودی عرب کے مفتیِ اعظم بھی شامل ہوتے ہیں۔

اس کمیٹی میں عموماً اہم اور جدید مسائل پراجتماعی انداز میں غور وفکر کے بعد فیصلے اور فتاویٰ جاری کیے جاتے ہیں۔

اس کمیٹی نے ناقابلِ استعمال اور بوسیدہ قرآنی اور مقدس اوراق پر چند فیصلے اور فتوے جاری کیے ہیں، جن کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

سعودی عرب کی ’’اللجنةُ الدائمة‘‘ کے ایک سوال کے جواب میں ہے:

ما تمزق من المصاحف والكتب والأوراق التى بها آيات من القرآن يدفن بمكان طيب، بعيد عن ممر الناس وعن مرامى القاذورات، أو يحرق؛ صيانة له، ومحافظة عليه من الامتهان؛ لفعل عثمان رضى الله عنه. وبالله التوفيق .وصلى الله على نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

عضو // عضو // نائب رئيس اللجنة // الرئيس

عبد الله بن قعود // عبد الله بن غديان // عبد الرزاق عفيفى // عبد العزيز بن عبد الله بن باز

(فتاوى اللجنة الدائمة ، ج٤ص ١٣٨، ١٣٩، التفسير، ماذا يُعمل بالمصحف المغلوط أو الممزق، كيفية التخلص من المصاحف المزقة ، رقم الفتوىٰ ٤٢٦٠، الناشر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء – الإدارة العامة للطبع – الرياض)

ترجمہ: قرآن مجید اور کتابیں اور مقدس اوراق جن میں قرآن کی آیات ہوں، اور وہ پھٹ جائیں، تو ان کو ایسی پاک جگہ میں دفن کر دیا جائے گا، جو لوگوں کی گزرگاہ سے دور ہو، اور گندگی ڈالی جانے والی جگہ سے بھی دور ہو، یا ان کو جلا دیا جائے گا، ان کی حفاظت کے لیے، اور ان کو اہانت و بے احترامی سے بچانے کے لیے، جس کی دلیل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فعل ہے۔

وبالله التوفيق .وصلى الله على نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

رکن	رکن	نائب رئیس اللجنۃ	رئیس
عبداللہ بن قعود	عبداللہ بن غدیان	عبدالرزاق عفیفی	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

(فتاویٰ اللجنۃ)

سعودی عرب کی ’’اللجنةُ الدائمة‘‘ کا دوسرا حوالہ

سعودی عرب کی ’’اللجنةُ الدائمة‘‘ کے ایک اور سوال کے جواب میں ہے:

ما تمزق من أوراق المصحف، وكذلك الكتب المحترمة مما فيه ذكر الله أو أحاديث المصطفى صلى الله عليه وسلم فلا حرج في دفنه في مكان طاهر، أو إحراقه.

وبالله التوفيق .وصلى الله على نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

عضو // نائب رئيس اللجنة // الرئيس

عبد الله بن غديان // عبد الرزاق عفيفي // عبد العزيز بن عبد الله بن باز

(فتاوى اللجنة الدائمة ، ج٤ص ١٤١، ١٤٢، التفسير،ماذا يُعمل بالمصحف المغلوط أو الممزق، حرق المصاحف الممزق والكتب المحترمة البالية، رقم الفتوىٰ ٩٨٥٠، الناشر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء – الإدارة العامة للطبع – الرياض)

ترجمہ: قرآن مجید کے جواوراق پھٹ جائیں، اوراسی طریقہ سے مقدس کتابیں، جن میں اللہ کا ذکر ہو، یا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہوں، ان کو پاک جگہ میں دفن کرنے، یاان کوجلا دینے میں کوئی حرج نہیں۔

وبالله التوفيق .وصلى الله على نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

رکن — نائب رئیس اللجنۃ — رئیس

عبداللہ بن غدیان — عبدالرزاق عفیفی — عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

(فتاویٰ اللجنۃ)

سعودی عرب کی’’اللجنةُ الدائمة‘‘ کا تیسرا حوالہ

سعودی عرب کی’’اللجنةُ الدائمة‘‘ نے ایک اورسوال کے جواب میں تحریرفرمایا کہ:

قرآن مجید کے جواوراق پرانے ہوجائیں، یا پھٹ جائیں، اوران سے انتفاع مشکل ہوجائے، یاان میں کتابت وطباعت کی غلطیاں ہوں، جن کی اصلاح مشکل ہو، توان کو پاک صاف جگہ اور بے ادبی سے محفوظ مقام پر دفن کرنا بھی جائز ہے، اوران کوجلا

www.idaraghufran.org

دینا بھی جائز ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابۂ کرام کے تعامل سے اس کا ثبوت ملتا ہے، اور جلانے پر صحابۂ کرام کی طرف سے کوئی نکیر نہیں ملتی۔ [1]

شیخ محمد بن صالح عثیمین کا حوالہ

سعودی عرب کے مشہور عالمِ دین شیخ محمد بن صالح بن محمد عثیمین (المتوفیٰ: 1421 ہجری) فرماتے ہیں:

فيها طريقتان الطريقة الأولى أن يدفنها في مكان نظيف طاهر لا يتعرض للإهانة في المستقبل حسب ظن الفاعل.

الطريقة الثانية أن يحرقها وإحراقها جائز لا بأس به فإن الصحابة رضي الله عنهم لما وحدوا المصاحف على حرف قريش في عهد عثمان رضي الله عنه أحرقوا ما سوى هذا الموحد وهذا دليل على جواز إحراق المصحف الذي لا يمكن الانتفاع به.

---

[1] إذا بليت أوراق المصحف وتمزقت من كثرة القراءة فيها مثلا، أو أصبحت غير صالحة للانتفاع بها، أو عثر فيها على أغلاط من إهمال من كتبها أو طبعها ولم يمكن إصلاحها جاز دفنها بلا تحريق، وجاز تحريقها ثم دفنها بمكان بعيد عن القاذورات ومواطء الأقدام، صيانة لها من الامتهان، وحفظا للقرآن من أن يحصل فيه لبس أو تحريف أو اختلاف بانتشار المصاحف التي طرأت عليها أغلاط في كتابتها أو طباعتها، وقد ثبت في باب جمع القرآن من [صحيح البخاري] أن عثمان بن عفان رضي الله عنه أمر أربعة من خيار قراء الصحابة بنسخ مصاحف من المصحف الذي كان قد جمع بأمر أبي بكر رضي الله عنهم، فلما فرغوا من ذلك أرسل عثمان إلى كل أفق بمصحف مما نسخوا، وأمر بما سوى ذلك من القرآن في كل صحيفة ومصحف أن يحرق، ولم ينكر عليه ذلك أحد من الصحابة، إلا ما روي عن ابن مسعود ، لكنه إنما أنكر قصر الناس على المصحف الذي أرسل به عثمان إلى الآفاق، ولم ينكر التحريق.

وبالله التوفيق .وصلى الله على نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

عضو // نائب رئيس اللجنة // الرئيس //

عبد الله بن منيع // عبد الله بن غديان // عبد الرزاق عفيفي //

(فتاوى اللجنة الدائمة ، ج۴ص ۱۴۰ ، ۱۴۱ ،ماذا يُعمل بالمصحف المغلوط أو الممزق، احراق المصاحف الممزقة او التي فيها غلط، رقم الفتوىٰ ۱۷۶ ،الناشر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء – الإدارة العامة للطبع – الرياض)

www.idaraghufran.org

ولـكـنـي أرى إن أحرقها أن يدقها حتى تتفتت وتكون رماداً ذلك لأن المحروق من المطبوع تبقى فيه الحروف ظاهرة بعد إحراقه ولا تزول إلا بدقِّه حتى يكون كالرماد.

فضيلة الشيخ: أما إذا مزقت؟

فأجاب رحمه الله تعالى: إذا مزقت تبقى هذه طريقة ثالثة لكنها صعبة لأن الـتـمزيق لابد أن يأتي على جميع الكلمات والحروف وهذه صعبة إلا أن تـوجد آلة تـمزق تـمزيقاً دقيقاً جداً بـحيث لا تبقى صورة الحرف فتـكـون هـذه طـريـقة ثالثة وهي جائزة (فتاویٰ نور على الدرب للعثيمين، ج٥ ص ٢، علوم القرآن والتفسير، حرق المصحف)

ترجمہ: قرآنی اور مقدس اوراق کو (بے احترامی سے بچانے کے) دو طریقے ہیں، پہلا طریقہ یہ ہے کہ ان کو پاک صاف جگہ میں دفن کردیا جائے کہ دفن کرنے والے کے گمان کے مطابق آئندہ ان کی اہانت (وبے احترامی) کی نوبت نہ آسکے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان کو جلا دیا جائے، اوران کو جلانا بھی جائز ہے، جس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قریش کے مطابق مصاحف (یعنی قرآن مجید کے نسخوں) پر اتفاق کیا، تو انہوں نے اس اتفاقی نسخہ کے علاوہ (باقی نسخوں) کو جلا دیا، جوکہ اس قرآن کے جلانے کے جائز ہونے کی دلیل ہے، جس سے انتفاع ممکن نہ رہے۔

لیکن میری رائے یہ ہے کہ اس کو جلا کر چورہ کردیا جائے، یہاں تک کہ وہ ریزہ ریزہ بن کر راکھ ہوجائے، کیونکہ جلانے کے بعد لکھے ہوئے کچھ حروف ظاہر ہوتے ہیں، جن کو چورہ کیے بغیر، جب تک کہ راکھ نہ ہوجائے، لکھائی کا اثر زائل نہیں ہوتا۔

شیخ سے سوال کیا گیا کہ اگر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں، تو کیا حکم ہے؟

تو آپ نے جواب دیا کہ اگر ایسا کردیا جائے، تو یہ تیسرا طریقہ ہے، لیکن یہ طریقہ تھوڑا

مشکل ہے، کیونکہ ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں یہ ضروری ہوگا کہ اس طرح باریک ٹکڑے اور ریزہ ریزہ کیا جائے کہ تمام کلمات اورحروف ختم ہوجائیں، اور یہ کام مشکل ہے۔
البتہ اگر کوئی آلہ ایسا موجود ہو، جو اِس طرح ریزہ ریزہ کردے کہ وہ باریک ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے، اورحروف کی شکل باقی نہ رہے، تو یہ طریقہ جائز ہوگا (فتاویٰ نورعلی الدرب)

اب ایسا آلہ ایجاد ہوچکا ہے، جس کو ’’Paper Crushing Machine‘‘ کہتے ہیں، اور یہ کاغذ کو باریک اور ریزہ ریزہ کرتا ہے۔

شیخ موصوف مذکور نے ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا کہ:

’’قرآن مجید کے ناقابلِ انتفاع اوراق اور نسخوں کو جلانا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ، اس کی دلیل ہے، جس پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کی مخالفت ثابت نہیں‘‘۔ [1]

سعودی عرب کے مفتیِ اعظم شیخ ابنِ باز کا حوالہ

سعودی عرب کے مفتیِ اعظم شیخ ابنِ باز نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ:

’’قرآن مجید جب اس طرح شہید ہوجائے کہ اس سے انتفاع نہ ہوسکے، تو اس کو بے ادبی سے بچانے کے لیے جلانا بھی جائز ہے، اور پاک صاف مقام میں دفن

---

[1] هل يجوز حرق أوراق ممزقة من القرآن أو فيها اسم الله عز وجل لأنني سمعت أن من يحرق ورقة يكوى بها يوم القيامة أرجو من الله التوفيق ومنكم الإجابة؟
فأجاب رحمه الله تعالى :تحريق أوراق المصحف إذا كان لا ينتفع بها جائز ولا حرج فيه، فإن عثمان رضي الله عنه لما وحّد المصاحف على لغة قريش أمر بإحراق ما عداها فأحرقت ولم يعلم له مخالف من الصحابة رضي الله عنهم، وكذلك أيضاً ما كان فيه اسم الله لا بأس بإحراقه إلا أنه حسب الأمر الواقع في المصاحف المقطوعة إذا أحرقت فإن لون الحروف يبقى بعد الإحراق، لون الحرف يبقى ظاهراً في الورقة بعد الإحراق، فلابد بعد إحراقها من أحد أمرين إما أن تدفن وإما أن تدق حتى تكون رماداً لئلا تبقى الحروف فيطير بها الهواء فتداس بالأقدام، وأما ما سمعه أن من أحرق ورقة كوى بها يوم القيامة فلا أصل له(فتاوى نور على الدرب ،ج٥،ص ٢، حرق المصحف، هل يجوز حرق أوراق ممزقة من القرآن أو فيها اسم الله عز وجل)

www.idaraghufran.org

کر دینا بھی جائز ہے''۔ [1]

مذکورہ عبارات وحوالہ جات سے نا قابلِ انتفاع، یا بوسیدہ قرآنی اوراق کے جلانے کے جائز ہونے کا ثبوت ہوا۔

(جاری ہے............)

---

[1] حكم من حرق القرآن الكريم سهوا أو عمدا

س :ما جزاء من قام بحرق القرآن الكريم سهوا ولم يعرف إلا بعد ما مضى هذا الفعل؟

الجواب :ليس عليه شيء ما دام سهوا مثل أن يحرقه وهو لا يدرى أنه قرآن، وكذلك إذا حرقه عمدا لكونه متقطعا لا ينتفع به، حتى لا يمتهن، فلا بأس عليه ;لأن القرآن إذا تقطع وتمزق ولم ينتفع به يحرق أو يدفن في محل طيب حتى لا يمتهن.

أما إذا حرقه كارها له، سابا له، مبغضا له، فهذا منكر عظيم وردة عن الإسلام .وهكذا لو قعد عليه، أو وطأ عليه برجله إهانة له، أو لطخه بالنجاسة، أو سبه وسب من تكلم به، فهذا كفر أكبر وردة عن الإسلام والعياذ بالله(فتاوى نور على الدرب لابنِ باز بعناية الطيار،ص ۸۴،۸۵، القرآن،حكم من حرق القرآن الكريم سهوا أو عمدا)

www.idaraghufran.org

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

سورہ اعراف کی ایک آیت کی تفسیر سے متعلق جواب

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین، اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

تفسیر روح المعانی میں سورہ اعراف کی درجِ ذیل آیت ''والوزن یومئذِ الحق'' کے ذیل میں درجِ ذیل عبارت ہے:

وجاء فی خبر آخر أخرجه ابن أبی الدنیا۔والنمیری فی کتاب الإعلام عن عبد الله أیضا قال: إن لآدم علیه السلام من الله عز وجل موقفا فی فسح من العرش علیه ثوبان أخضران کأنه نخلة سحوق ینظر إلی من ینطلق به من ولده إلی الجنة ومن ینطلق به إلی النار فبینا آدم علی ذلک إذ نظر إلی رجل من أمة محمد صلی الله علیه وسلم ینطلق به إلی النار فینادی آدم علیه السلام یا أحمد یا أحمد فیقول علیه الصلاة والسلام: لبیک یا أبا البشر فیقول: هذا رجل من أمتک ینطلق به إلی النار قال صلی الله علیه وسلم: فأشد المئزر وأسرع فی أثر الملائکة فأقول: یا رسل ربی قفوا فیقولون: نحن الغلاظ الشداد الذین لا نعصی الله تعالی ما أمرنا ونفعل ما نؤمر فإذا أیس النبی صلی الله علیه وسلم قبض علی لحیته بیده الیسری واستقبل العرش بوجهه فیقول: یا رب قد وعدتنی أن لا تخزینی فی أمتی فیأتی النداء من قبل العرش أطیعوا محمدا وردوا هذا العبد إلی المقام فیخرج صلی الله علیه وسلم بطاقة بیضاء کالأنملة فیلقیها فی کفة المیزان الیمنی وهو یقول بسم الله فترجح الحسنات علی السیئات فینادی المنادی سعد وسعد جده وثقلت موازینه انطلقوا به إلی الجنة فیقول یا رسل ربی ۔قفوا حتی أسأل هذا العبد الکریم علی ربه فیقول: بأبی أنت وأمی ما أحسن وجهک وأحسن خلقک من أنت؟ فقد أقلتنی عثرتی ورحمت عبرتی فیقول علیه الصلاة والسلام: أنا نبیک

www.idaraghufran.org

محمد وهذه صلاتك التي كنت تصلي علي وفيتكها أحوج ما تكون إليها ،

انتهى(تفسير روح المعاني، ج ۴ص ۳۲۴، سورة الاعراف)

مذکورہ عبارت میں جو حدیثِ درود نقل کی گئی ہے،اس کی ہمارے یہاں بہت شہرت ہے،آپ سے اس کی اسنادی تحقیق کی ضرورت ہے۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

اولاً تو مذکورہ روایت،نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی نہیں،بلکہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر مروی ہے۔

اوراس روایت کو ابنِ ابی الدنیا نے اپنے رسالے''حسن الظن باللہ''میں ''قثم بن عبداللہ بن واقد''سے،انہوں نے اپنے والد کی سند سے روایت کیا ہے،جس کا مضمون درجِ ذیل ہے:

''محشر کے دن،آدم علیہ السلام،عرش کے قریب موجود ہوں گے،اورآپ پر دوسبز کپڑے ہوں گے،اورآپ اپنی اولاد میں سے جنت کی طرف جانے والوں اور جہنم کی طرف جانے والوں کو دیکھ رہے ہوں گے،اسی دوران محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک آدمی کو دیکھیں گے،جس کو جہنم کی طرف لے جایا جارہا ہوگا،پس آدم علیہ السلام پکار کر کہیں گے کہ''اے احمد!اے احمد!''(یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم)تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ''لبیک اے ابوالبشر!''آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ یہ آپ کی امت کا آدمی ہے،جس کو جہنم کی طرف لے جایا جارہا ہے،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کے پیچھے دوڑ کر جائیں گے،اور کہیں گے کہ اے میرے رب کے قاصدو!اس کو ٹھہراؤ،فرشتے کہیں گے کہ ہم سخت غصے والے ہیں،ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے،اورہمیں جو حکم دیا جاتا ہے،اس کو پورا کرتے ہیں،پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مایوس ہوجائیں گے،تو اپنے بائیں ہاتھ سے اپنی ڈاڑھی کو پکڑیں گے،اوراپنا چہرہ عرش کی طرف کرکے کہیں گے کہ اے میرے رب!کیا آپ نے مجھ سے

www.idaraghufran.org

وعدہ نہیں کیا کہ آپ مجھے میری امت کے سلسلے میں رسوا نہیں فرمائیں گے، تو عرش کی طرف سے (فرشتوں کے لیے) آواز آئے گی کہ تم محمد کی اطاعت کرو، اور اس بندے کو اپنی جگہ لوٹا دو، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفید پرچہ انگلیوں کی طرح کا نکال کر میزانِ عمل کے دائیں پلڑے میں ڈالیں گے، اور بسم اللہ کہیں گے، جس کی وجہ سے اس شخص کی نیکیاں برائیوں پر بھاری ہو جائیں گے، جس پر ندا دی جائے گی کہ اس کی کوشش کامیاب ہوگئی، اور اس کا میزانِ عمل بھاری ہو گیا، اور اس کو جنت میں لے جاؤ، اس پر وہ شخص کہے گا کہ یہ حسین وجمیل شخص کون ہے، جنہوں نے یہ عمل کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ میں تیرا نبی محمد ہوں، اور یہ تیرے وہ درود ہیں، جو تو مجھ پر پڑھا کرتا تھا، اور میں نے آج تیری سخت ضرورت کو پورا کر دیا“۔ [1]

---

[1] حدثنا يعقوب بن إسحاق بن دينار، حدثني قثم بن عبد الله بن واقد، حدثني أبي، عن صفوان بن عمرو، عن شريح بن عبيد الحضرمي، عن كثير بن مرة الحضرمي، عن عبد الله بن عمرو، قال: " إن لآدم عليه السلام من الله موقف في فسح من العرش عليه ثوبان أخضران كأنه نخلة سحوق ينظر إلى من ينطلق به من ولده إلى الجنة وينظر إلى من ينطلق به من ولده إلى النار قال: فبينا آدم عليه السلام على ذلك إذ نظر إلى رجل من أمة محمد صلى الله عليه وسلم ينطلق به إلى النار فينادي آدم: يا أحمد، يا أحمد، فيقول: لبيك يا أبا البشر، فيقول: هذا رجل من أمتك ينطلق به إلى النار فأشد المئزر وأهرع في أثر الملائكة وأقول: يا رسل ربي، قفوا، فيقولون: نحن الغلاظ الشداد الذين لا نعصي الله ما أمرنا ونفعل ما نؤمر فإذا أيس النبي صلى الله عليه وسلم قبض على لحيته بيده اليسرى واستقبل العرش بوجهه فيقول: رب، أليس قد وعدتني ألا تخزيني في أمتي فيأتي النداء من عند العرش: أطيعوا محمدا، وردوا هذا العبد إلى المقام، فأخرج من حجزتي بطاقة بيضاء كالأنملة فألقيها في كفة الميزان اليمنى وأنا أقول: بسم الله فترجح الحسنات على السيئات، فينادي: سعد وسعد جده وثقلت موازينه، انطلقوا به إلى الجنة فيقول: يا رسل ربي قفوا أسأل هذا العبد الكريم على الله فيقول: بأبي أنت وأمي ما أحسن وجهك وأحسن خلقك فمن أنت؟ فقد أقلتني عثرتي، ورحمت عبرتي فيقول: أنا نبيك محمد، وهذه صلواتك التي كنت تصلي علي وقد وفيتك أحوج ما تكون إليها " (حسن الظن بالله لابنِ ابی الدنیا، رقم الحدیث ۸۰)

قال عبدالحميد شانوحه:

قثم بن عبدالله بن واقد الحراني: لم اجد من ترجم له.

عبدالله بن واقد الحراني، ابوقتادہ، اصله من خراسان، متروك، وكان احمد ثنى عليه، وقال لعله كبر واختلط، وكان يدلس.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مذکورہ روایت کو علامہ نمیری نے ''الاعلام'' میں بھی روایت کیا ہے، جس میں ''ابنِ ابی الدنیا'' کی روایت والے راوی ہیں، بلکہ علامہ نمیری کی سند زیادہ لمبی ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾صفوان بن عمرو بن هروم السكسكي ، ابوعمرو الحمصي، ثقة، وكان يرسل كثيراً مات بعد المائة.

كثير بن مرة الحضرمي، ثقة، ووهم من عدة في الصحابة.

اسناده ضعيف لجهالة قثم وضعف عبدالله بن واقد الحراني.

(حاشية حسن الظن بالله ، ص٥٧، تحت رقم الحديث ٧٩، مطبوعه: مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت،الطبعة الاولىٰ1413هـ، 1993ء)

۱ حدثنا أبو بكر محمد بن عبد الله بن محمد المعافري فيما قرأت عليه، [قال:] أخبرنا أبو الفوارس طراد بن محمد بن علي الزينبي قراءة عليه، [قال:] أخبرنا أبو الحسن بن بشران، [قال:] أخبرنا الحسين بن صفوان البرذعي، [قال:] أخبرنا أبو بكر عبد الله بن محمد بن عبيد القرشي، [قال:] أخبرنا يعقوب بن إسحاق بن حسان، [قال:] حدثني قثم بن عبد الله بن وافد، [قال:] أخبرنا أبي، عن صفوان بن عمرو، عن شريح بن عبيد الحضرمي، عن كثير بن مرة الحضرمي، عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه قال: ((إن لآدم عليه السلام من الله عز وجل موقفا في قسم من العرش، عليه ثوبان أخضران، كأنه نخلة سحوق، ينظر إلى من ينطلق به من ولده إلى الجنة، وينظر إلى من ينطلق به من ولده إلى النار.

قال: فبينا آدم على ذلك؛ إذ نظر إلى رجل من أمة محمد صلى الله عليه وسلم ينطلق به إلى النار، فينادي: يا أحمد! يا أحمد! فيقول صلى الله عليه وسلم: ((لبيك يا أبا البشر!))، فيقول: هذا رجل من أمتك ينطلق به إلى النار.

((فأشد المئزر وأهرع إليه في أثر الملائكة، وأقول: يا رسل ربي! قفوا))، فيقولون: نحن الغلاظ الشداد الذين لا نعصي الله ما أمرنا، ونفعل ما نؤمر.

فإذا آيس النبي صلى الله عليه وسلم؛ قبض على لحيته بيده اليسرى، واستقبل العرش بيده، فيقول: ((رب! أليس قد وعدتني ألا تخزيني في أمتي؟)).

فيأتي النداء من عند العرش: أطيعوا محمدا، أطيعوا محمدا، وردوا هذا العبد إلى المقام؛ فأخرج من حجزتي بطاقة بيضاء كالأنملة، فألقيها في كفة الميزان اليمنى، وأنا أقول: بسم الله، فترجح الحسنات على السيئات.

فينادي: سعد وسعد جده، وثقلت موازينه، انطلقوا به إلى الجنة.

فيقول العبد: يا رسل ربي! قفوا حتى أكلم هذا العبد الكريم على ربه، فيقول: با أبي وأمي! ما أحسن وجهك وأحسن خلقك، فقد أقلتني عثرتي، ورحمت عبرتي!

فيقول صلى الله عليه وسلم: ((أنا نبيك محمد، وهذه صلاتك التي كنت تصلي علي، وقد وفيتك أحوج ما كنت إليها(الإعلام بفضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم والسلام للنميري''المتوفىٰ: 544هـ'' ، رقم الحديث ٢٧٥،باب سعادة المصلي على النبي صلى الله عليه وسلم يوم القيامة بعد شقائه وثقل موازينه بعد خفتها لصلاته على النبي صلى الله عليه وسلم تسليما كثيرا)

www.idaraghufran.org

نیز اس روایت کو علامہ سبکی نے بھی ''طبقات الشافعية'' میں روایت کیا ہے۔ [1]

دوسری بات یہ ہے کہ مذکورہ حدیث کی سند میں ایک راوی تو ''قثم بن عبداللہ بن واقد'' پائے جاتے ہیں، جو کہ ''مجہول'' ہیں، اور محدثین سے ان پر کلام نہیں ملتا۔

جہاں تک ان کے والد ''عبداللہ بن واقد'' کا تعلق ہے، تو علامہ ابنِ حجر نے ''تقریب التهذيب'' میں ان کو ''متروک'' قرار دیا ہے، اور فرمایا کہ امام احمد نے ان کی تعریف کی ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ان کو عمر رسیدہ ہونے کے بعد اختلاط ہو گیا تھا، اور یہ تدلیس

---

[1] أخبرنا أبو العباس الأشعرى بقرائتي عليه أخبرنا أحمد بن هبة الله بن عساكر وغيره إجازة عن أبى المظفر عبد الرحيم بن الحافظ أبى سعد عبد الكريم بن محمد السمعانى أن أباه أخبره أخبرنا أبو نصر أحمد بن نصر الله بن أحمد بن الصباح الجزرى البيع بقرائتي عليه ببغداد أخبرنا طراد بن محمد الزينبى أخبرنا أبو الحسين على بن محمد بن عبد الله بن بشران أخبرنا أبو على الحسين بن صفوان البردعى حدثنا أبو بكر بن عبد الله بن محمد بن عبيد القرشى حدثنا يعقوب بن إسحاق بن دينار حدثنى قثم بن عبد الله بن واقد حدثنى أبى عن صفوان بن عمرو عن شريح عن عبيد الحضرمى عن كثير بن مرة الحضرمى عن عبد الله ابن عمرو رضى الله عنهما قال إن لآدم عليه السلام من الله عز وجل موقفا فى فسح من العرش عليه ثوبان أخضران كأنه نخلة سحوق ينظر إلى من ينطلق به من والده إلى الجنة وينظر إلى من ينطلق به من ولده إلى النار قال فبينا آدم على ذلك إذ نظر إلى رجل من أمة النبى صلى الله عليه وسلم ينطلق به إلى النار فينادى آدم يا أحمد يا أحمد فيقول لبيك يا أبا البشر فيقول هذا رجل من أمتك ينطلق به إلى النار فأشد المئزر وأهرع فى أثر الملائكة وأقول يا رسل ربى قفوا فيقولون نحن الغلاظ الشداد الذين لا نعصى الله ما أمرنا ونفعل ما نؤمر فإذا أيس النبى صلى الله عليه وسلم قبض على لحيته بيده اليسرى فيقول رب قد وعدتنى أن لا تخزينى فى أمتى فيأتى النداء من عند العرش أطيعوا محمدا وردوا هذا العبد إلى المقام فأخرج من حجزتى بطاقة بيضاء كالأنملة فألقيها فى كفة الميزان اليمنى وأنا أقول بسم الله فترجح الحسنات على السيئات فينادى سعد وسعد جده وثقلت موازينه انطلقوا به إلى الجنة فيقول يا رسل ربى قفوا حتى أسأل هذا العبد الكريم على ربه فيقول بأبى أنت وأمى ما أحسن وجهك وأحسن خلقك من أنت فقد أقلتنى عثرتى ورحمت عبرتى فيقول أنا نبيك محمد وهذه صلاتك التى كنت تصلى على وافتك أحوج ما تكون إليها

ووجدت فى تاريخ خلف بن بشكوال الحافظ حدثنا السكن بن جميع حدثنا محمد بن يوسف بن يعقوب حدثنا سليمان بن أحمد حدثنا إسحاق بن إبراهيم حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن قتادة عن أنس مرفوعا إذا كان يوم القيامة يجىء أصحاب الحديث معهم المحابر وحبرهم خلوق يفوح فيقول لهم أنتم أصحاب الحديث طالما كنتم تصلون على نبيى انطلقوا بهم إلى الجنة

قلت محمد بن يوسف هو الرقى أبو بكر قال الخطيب إنه كذاب وقال شيخنا الذهبى إنه واضع وضع على الطبرانى حديثا باطلا قلت لعله هذا الحديث(طبقات الشافعية الكبرىٰ للسبكى، ج ١ ص ١٧٨، ١٧٩، المقدمة)

www.idaraghufran.org

بھی کرتے ہیں۔ 1

’’عبداللہ بن واقد ‘‘کے متعلق امام احمد نے فرمایا کہ یہ ثقہ ہیں، یا’’رجلِ صالح‘‘ ہیں، لیکن یہ بسا اوقات خطا کرتے ہیں، اور ان کو اختلاط بھی ہوگیا تھا۔

اور یحییٰ بن معین نے ایک روایت میں ان کو ثقہ قرار دیا، اور ایک روایت میں ’’لیس بشيء‘‘ فرمایا۔

اور قتادہ حرانی نے ان کی تضعیف کی ہے۔

اور ابنِ ابی حاتم نے ابوقتادہ حرانی سے ان کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ:

’’تکلموا فیه، منکر الحدیث، وذهب حدیثه‘‘

’’یعنی ان کے متعلق، محدثین نے کلام کیا ہے، یہ منکرُ الحدیث ہیں، اور ان کی حدیث قابلِ اعتبار نہیں‘‘

اور امام بخاری نے ان کے متعلق فرمایا کہ’’ترکوه، منکر الحدیث‘‘

اور ایک موقع پر امام بخاری نے ان کے متعلق فرمایا کہ’’سکتوا عنه‘‘۔

اور امام نسائی نے ان کے متعلق فرمایا کہ’’لیس بثقة‘‘۔

اور ابراہیم بن یعقوب نے ان کے متعلق فرمایا کہ’’متروکُ الحدیث‘‘۔ 2

---

1 عبد الله ابن واقد الحرانی أبو قتادة أصله من خراسان متروک وكان أحمد يثني عليه وقال لعله كبر واختلط وكان يدلس من التاسعة مات سنة عشر ومائتين تمييز (تقريب التهذيب، تحت رقم الترجمة: ٣٦٨٧)

2 عبد الله بن واقد ، أبو قتادة الحرانی، مولی بنی حمان .ويقال :مولى بنی تميم، خراسانی الأصل ....قال أبو الحسن الميمونی، عن أحمد بن حنبل :ثقة، إلا أنه كان ربما أخطأ، وكان من أهل الخير، يشبه النساک، وكان له حركة وذكاء .

وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل :سئل أبی عن أبی قتادة الحرانی، فقال :ما به بأس، رجل صالح، يشبه أهل النسک والخير، إلا أنه كان ربما أخطأ .قيل له :إن قوما يتكلمون فيه؟ قال :لم يكن به بأس .قلت :إنهم يقولون :لم يفصل بين سفيان ويحيى بن أبی أنيسة .قال :لعله أختلط، أما هو فكان ذكيا .فقلت :ان يعقوب بن إسماعيل بن صبيح ذكر :أن أبا قتادة الحرانی كان يكذب .فعظم ذلک عنده جدا، وقال :كان أبو قتادة يتحرى الصدق، وأثنى عليه، وذكره بخير، وقال :قد رأيته يشبه أصحاب الحديث، وأظنه كان يدلس، ولعله كبر فاختلط، والله أعلم.

وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل، عن يحيى بن معين :ليس بشیء .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ان جیسی وجوہات کی بنا پر اولاً تو مذکورہ حدیث کے مرفوع ہونے سے اتفاق مشکل ہے، دوسرے اس کی سند بھی اتنی مضبوط نہیں کہ اس حدیث کی بنیاد پر کوئی مخصوص عقیدہ اختیار کیا جاسکے۔

فقط

واللہ تعالیٰ أعلم

محمد رضوان خان

مورخہ 3/رجب المرجب/1440ہجری۔ بمطابق 11/مارچ/2019ء بروز پیر

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال عباس الدوری ، عن يحيى بن معين :ثقة .

وقال عبد الرحمن بن أبي حاتم :سألت أبا زرعة عن أبي قتادة الحرانى، قلت :ضعيف الحديث؟ ، قال :نعم، لا يحدث عنه .ولم يقرأ علينا حديثه.

قال أبو زرعة :سمعت ابن نفيل الحرانى، يقول :دفع إلى أبو قتادة الحرانى كتاب أبى نعيم، عن مسعر، فقرأه حتى انتهى إلى شك أبى نعيم، فقال :ما هذا؟!

وقال ابن أبي حاتم أيضا :سألت أبي عن أبي قتادة الحرانى، فقال :تكلموا فيه، منكر الحديث، وذهب حديثه.وقال البخارى :تركوه، منكر الحديث.وقال فى موضع آخر :سكتوا عنه.

وقال النسائى :ليس بثقة . وقال إبراهيم بن يعقوب الجوزجانى :متروك الحديث .

قال البخارى :مات سنة سبع ومئتين.

وقال أبو عروبة الحرانى : ذكر أصحابنا أنه مات سنة عشر ومئتين، وأنه كان لا يخضب (تهذيب الكمال فى اسماء الرجال ، ج١٦ ص ٢٥٩ الٰى ٢٦٢ ملخصاً، تحت رقم الترجمة: ٣٦٣٨)

عبرت کدہ　حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط58　مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

فرعون کی دھمکیاں اور ''رجلِ مومن'' کی دعوت (حصہ نہم)

رجلِ مومن کی دعوت (کفار کے آگ کی طرف بلانے کے برعکس نجات کی طرف بلانا)

رجلِ مومن نے اپنے وعظ ونصیحت کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہیں ایسے کام کی طرف بلاتا ہوں جس میں آخرت کی نجات ہے، اور تم مجھے اس چیز کی طرف بلاتے ہو جو جہنم میں داخلے کا سبب ہے، یعنی میں تو تم کو ایمان وتوحید کی دعوت دیتا ہوں جو کہ کامیابی اور فلاح ونجات کی راہ ہے، اور تم مجھے کفر وشرک کی دعوت دیتے ہو، جس کا انجام جہنم ہے، تم لوگ، کیسے لوگ ہو، اور تمہاری عقلوں کو کیا ہوگیا ہے کہ تم اس قدر واضح فرق کو بھی نہیں سمجھتے، اور ہدایت ونجات کی راہ سے منہ موڑ کر جہنم اور دائمی تباہی کی طرف بڑھے چلے جارہے ہو، اور ایک مخلص کی دعوت سے روگردانی کرکے اپنے لیے ہولناک انجام اور دائمی خسارے کا سامان کرتے ہو۔

اس لیے اگر تم میری دعوت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں، جو کہ سراسر ایمان کی دعوت ہے، تو میں تمہاری دعوت کو کیونکہ قبول کرسکتا ہوں، جو جہنم کا راستہ دکھانے والی ہے۔

قرآن مجید کی سورہ غافر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَیٰـقَوْمِ مَـالِیْٓ اَدْعُـوْکُمْ اِلَی النَّجَاۃِ وَتَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِ (سورۃ غافر، رقم الآیات ۴۱)

یعنی'' اور اے میری قوم! یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف دعوت دے رہا ہوں، اور تم مجھے آگ کی طرف بلا رہے ہو''۔

مطلب یہ ہے کہ میں تمہیں راہ نجات پر چلنے کی دعوت دیتا ہوں، اور بتا تا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی

www.idaraghufran.org

عبادت کے لائق نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور موسیٰ علیہ السلام اس کے رسول ہیں، جبکہ تم لوگ مجھے کفر وشرک کی دعوت دیتے ہو، اور اللہ کے ساتھ ایسے جھوٹے معبودوں کو شریک بنانے کو کہتے ہو، جن کے معبود ہونے کا مجھے علم نہیں ہے، میں تمہیں اس اللہ کی طرف بلاتا ہوں، جو زبردست ہے، اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا، اور جو بڑا معاف کرنے والا ہے، تم لوگ مجھے جن معبودوں کی عبادت کی دعوت دیتے ہو، انھیں پکارنے کا نہ تو دنیا میں کوئی فائدہ ہے کہ وہ ہماری تکلیفوں اور مصیبتوں کو دور کردیں گے، اور ہماری ضرورتیں پوری کردیں گے، اور نہ آخرت ہی میں ہمارے سفارشی بن کر عذاب کو ٹال سکیں گے۔

رجلِ مومن کی دعوت (کفر وشرک کیلئے کوئی سند اور دلیل ممکن ہی نہیں)

رجلِ مومن نے اپنی تقریر کا سلسلہ بڑھاتے ہوئے کہا کہ تم مجھے اس بات کی دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور شرک کا ارتکاب کروں، اور شرک بھی ایسا کہ جس کا مجھے علم ہی نہیں، رجلِ مومن نے اپنی دعوت اور قوم کی دعوت کا موازنہ کرکے کہا کہ عجیب بات ہے کہ میری اور تمہاری دعوت میں بہت فرق ہے، میں تمہیں ایمان، نیکی، توحید اور آخرت کی زندگی کی طرف بلا رہا ہوں، جبکہ تم اپنے ساتھ مجھے بھی جہنم میں دھکیلنا چاہتے ہو، ذرا غور تو کرو کہ تم کدھر جارہے اور میں تمہیں کس طرف بلا رہا ہوں، نیک اور ابدی راحت کا راستہ کون سا ہے، اور دائمی عذاب کا شکار ہونے کی راہ کون سی ہے، میں تو چاہتا ہوں کہ تم اب بھی سنبھل جاؤ، اور کفر وشرک اور اللہ تعالیٰ کے نبی کی ایذاء رسانی کو ترک کرکے، اللہ غفار کی بخشش کے مستحق بن جاؤ، جو کہ بخشنے والا ہے۔ [1]

قرآن مجید کی سورہ غافر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

تَدْعُوْنَنِیْ لِاَکْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِکَ بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَّاَنَا اَدْعُوْکُمْ اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ (سورۃ غافر، رقم الآیات ۴۲)

---

[1] (ویا قوم ما لی أدعوكم إلى النجاة وتدعوننی إلى النار) كرر ندائهم ايفاظا لهم عن سنة الغفلة واعتناء بالمنادى له ومبالغة فی توبیخهم علی ما یقالون به نصحه ومدار التعجب الذی یلوح الاستفهام دعوتهم إیاه إلی النار ودعوته إیاهم إلی النجاة كأنه قیل أخبرونی كیف هذه الحال أدعوكم إلی الخیر وتدعوننی إلی الشر وقد جعله بعضهم من قبیل مالی اراک حزینا وقوله تعالی (تفسیر ابی السعود، ج۷ص۲۷۷، سورة غافر)

www.idaraghufran.org

یعنی ”تم مجھے یہ دعوت دے رہے ہو کہ اللہ کا انکار کروں، اور اس کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک مانوں، جن کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں ہے، اور میں تمہیں اس ذات کی طرف بلا رہا ہوں، جو غالب اور بخشنے والی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ وہ اگر کسی کو عذاب دینا چاہے، تو اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے، اور وہ غفار بھی ہے، کوئی شخص کیسے ہی گناہ کر لے، وہ معاف کرنا چاہے، تو اسے کوئی بھی روکنے والا نہیں، لہٰذا تم کفر سے توبہ کر لو، اور بخشش کے دائرہ میں آجاؤ، یہ نہ سوچو کہ ہم نے جواَب تک کفر و شرک کیا ہے، اور اعمالِ بد کا ارتکاب کیا ہے، اس کی معافی کیسے ہوگی، انسان جب بھی اس کی طرف رجوع کرے، وہ مہربانی فرماتا ہے، اور سابقہ کوتاہیاں معاف کر کے انسان کو اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیتا ہے، کیونکہ وہ تمام قوتوں کا سرچشمہ ہے، اور ہر لحاظ سے غالب اور متصرف ہے۔ [1]

---

[1] ویا قوم ما لی أدعوکم إلی النجاۃ وتدعوننی إلی النار معناہ أنا أدعوکم إلی الإیمان الذی یوجب النجاۃ من النار وأنتم تدعوننی إلی الشرک الذی یوجب النار ثم فسر ذلک فقال تدعوننی لأکفر باللہ وأشرک بہ ما لیس لی بہ علم أی لا أعلم أن الذی تدعوننی إلیہ إلہ وما لیس بإلہ کیف یعقل جعلہ شریکا للإلہ الحق ولما بین أنہم یدعونہ إلی الکفر والشرک بین أنہ یدعوہم إلی الإیمان بقولہ وأنا أدعوکم إلی العزیز أی فی انتقامہ ممن کفر الغفار أی لذنوب أہل التوحید (تفسیر الخازن، ج۴ص۷۴، سورۃ غافر)

تدعوننی لأکفر باللہ بدل من تدعوننی الاول او بیان منہ تعلیل والدعاء یعدی بالی وباللام کالھدایۃ وأشرک بہ ما لیس لی بہ ای بربوبیتہ علم بل عندی دلیل قاطع علی امتناعہ ولا بد للایمان من برھان علی وجودہ وربوبیتہ ولا یصح الاعتقاد الا عن ایقان وأنا أدعوکم إلی العزیز الغالب القادر علی الانتقام ممن کفر بہ الغفار لذنوب من شاء ممن أمن بہ فھو المستجمع لصفات الالوھیۃ من کمال القدرۃ والعلم والارادۃ (تفسیر المظھری، ج۸ص۲۶۰، سورۃ غافر)

www.idaraghufran.org

طب وصحت (قسط2) حکیم مفتی محمد ناصر

سَفَرجَلُ (یعنی بہی) سے متعلق احادیث کی تحقیق

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو طائف سے سفرجل ہدیہ کیا گیا، جو آپ نے تناول کیا، اور فرمایا کہ اسے کھاؤ کیونکہ یہ دلوں کو جلا بخشتا ہے اور سینے سے بوجھ اتار دیتا ہے، ہم نے عرض کیا کہ سینہ کا بوجھ کیا ہے؟ تو فرمایا کہ سینے کا بوجھ ایسا ہے، جیسے سینہ سے آواز آنا (ابونعیم) [1]

مگر اہلِ علم نے اس روایت کی سند کو بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

اور حضرت عوف بن مالک سے روایت ہے کہ:

سفرجل کھاؤ کیونکہ یہ دلوں کو جلا بخشتا ہے اور دل کو مضبوط کرتا ہے، بچے کو حسین کرتا ہے (جامع صغیر) [3]

امام مناوی رحمہ اللہ مذکورہ روایت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:

وفيه عبد الرحمن العرزمي أورده الذهبي في الضعفاء ونقل تضعيفه عن الدارقطني قال ابن الجوزي: ليس لخبر السفرجل مدار يرجع إليه وقال ابن القيم: روى في السفرجل أحاديث هذا منها ولا تصح

(فيض القدير، تحت رقم الحديث ٦٤٠٥)

---

[1] أهديت إلى النبي صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسلَّم سفرجلة من الطائف فأكلها وقال: كلوه فإنه يجلي، عَن الفؤاد ويذهب طخاء الصدر قلنا: وما طخاء الصدر؟ قال: مثل ذلك مثل النداء يكون في الصدر ومثل الطنح يكون في السماء (الطب النبوي لأبي نعيم الاصفهاني، رقم الحديث ٧٩٤)

[2] قال الالباني: ضعيف (ضعيف الجامع الصغير وزيادته، تحت رقم الحديث ٤٢٠٥)

[3] كُلُوا السَّفَرْجَلَ فَإِنَّهُ يُجِمُّ الْفُؤَادَ وَيُشَجِّعُ الْقَلْبَ يحسن الولد (الجامع الصغير وزيادته، رقم الرواية ٠٩٦٩)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: اس روایت کی سند میں عبدالرحمٰن عزرمی ہے، ذہبی نے اسے ضعفاء میں شمار کیا ہے، اوراس کی تضعیف دارقطنی سے بھی مروی ہے، ابن جوزی نے کہا ہے کہ سفرجل کی احادیث کا مدار، اس پر ہی نہیں ہے، اورابنِ قیم نے فرمایا کہ سفرجل سے متعلق احادیث میں سے یہ بھی ہے، لیکن یہ (سند کے اعتبار سے) صحیح نہیں ہے (فیض القدیر)

اور حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

میرے پاس جبریل علیہ الصلاۃ والسلام جنت سے سفرجل لے کر آئے، اسے میں نے معراج کی رات میں کھایا تو خدیجہ فاطمہ سے جڑ گئیں، پس جب بھی مجھے جنت کی خوشبو کی چاہت ہوتی ہے، تو میں فاطمہ کی گردن کو سونگھ لیتا ہوں (حاکم) ۱؎

اس روایت کی سند کو بھی محدثین واہلِ علم نے موضوع یعنی من گھڑت قرار دیا ہے۔ ۲؎

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

جعفر بن ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفرجل ہدیہ میں پیش کیا، تو آپ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو تین سفرجل عنایت فرمائے، اورفرمایا کہ آپ ان کے ساتھ

۱؎ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِسَفَرْجَلَةٍ مِنَ الْجَنَّةِ، فَأَكَلْتُهَا لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي، فَعَلِقَتْ خَدِيجَةُ بِفَاطِمَةَ، فَكُنْتُ إِذَا اشْتَقْتُ إِلَى رَائِحَةِ الْجَنَّةِ شَمِمْتُ رَقَبَةَ فَاطِمَةَ (مستدرک حاکم، رقم الروایة۴۷۳۸)

۲؎ قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبُ الْإِسْنَادِ وَالْمَتْنِ وَشِهَابُ بْنُ حَرْبٍ مَجْهُولٌ وَالْبَاقُونَ مِنْ رُوَاتِهِ ثِقَاتٌ (مستدرک حاکم، تحت رقم الروایة۴۷۳۸)

وقال الحافظ العسقلاني: قلت: الوضع عليه ظاهر , فإن فاطمة ولدت قبل ليلة الإسراء بالإجماع (اتحاف المهرة لابن حجر، تحت رقم الروایة۵۰۶۶)

وقال الالباني: (أتاني جبريل عليه الصلاة والسلام بسفرجلة من الجنة؛ فأكلتها ليلة أسرى بي، فعلقت خديجة بفاطمة، فكنت إذا اشتقت إلى رائحة الجنة؛ شممت رقبة فاطمة) .موضوع

أخرجه الحاكم (3/ 156)من طريق مسلم بن عيسى الصفار السكرى: حدثنا عبد الله بن داود الخريبي: حدثنا شهاب بن حرب مجهول، والباقون من رواته ثقات !"وتعقبه الذهبي بقوله: "هذا كذب جلي؛ لأن فاطمة ولدت قبل النبوة، فضلا عن الإسراء، وهو من وضع مسلم بن عيسى الصفار على الخريبي عن شهاب ."قلت: ولم أر في الرواة شهاب بن حرب .فالله أعلم (سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ۵۰۲۷)

www.idaraghufran.org

مجھے جنت میں ملو گے(ابوبکر بن خلال) [1]

مگر محدثین واہلِ علم حضرات نے اس روایت کو بھی موضوع یعنی من گھڑت قرار دیا ہے،اور کہا ہے کہ اس روایت کا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت نہیں ہے،اور نہ ہی اسے ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ [2]

(جاری ہے......)

---

[1] عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ أَبِى طَالِبٍ أَهْدَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَفَرْجَلًا فَأَعْطَى مُعَاوِيَةَ ثَلَاثَ سَفَرْجَلَاتٍ وَقَالَ: الْقَنِى بِهِنَّ فِى الْجَنَّةِ (السنة لابى بكر بن الخلال، رقم الرواية٧٠٣)

[2] عَنْ مَالِكِ بْنِ أنس عَن عبد الله بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: " أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ أَبِى طَالِبٍ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَفَرْجلا فَأَعْطَى مُعَاوِيَةَ ثَلاث سَفَرْجلاتٍ وَقَالَ: الْقَنِى بِهِنَّ فِى الْجَنَّةِ " قَالَ أَبُو حَاتِم بن حبَان: هَذَا شىء مَوْضُوع لَا أَصْلَ لَهُ من حَدِيث رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلا رَوَاهُ ابْن عُمَرَ وَلا ابْن دِينَار، وَإِبْرَاهِيم بن زَكَرِيَّا يَأْتِى عَن الثقاة بمالا يشبه حَدِيث الْأَثْبَات إِن لم يكن الْمُتَعَمد فَهُوَ المدلس عَنِ الْكَذَّابين وَقَالَ ابْن عَدِىّ: حدث عَن الثقاة بِالْبَوَاطِيل (الموضوعات لابن الجوزى، ج٢، ص٢٢)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 46 ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر رضی اللہ عنہ کو نصیحت“﴾

میں اس کام سے فارغ ہوا،اور جمع کردہ صدقات عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے کیے،تو عمر رضی اللہ عنہ نے میرے لئے وظیفہ(واُجرت) کا حکم فرمایا،میں نے عرض کیا کہ میں نے یہ کام اللہ کے لئے کیا ہے،اور میرا وظیفہ(واُجرت بھی) اللہ پر ہے،تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو آپ کو دیا جارہا ہے،اُسے لے لو،کیونکہ میں نے بھی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ کام کیا تھا،تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وظیفہ (واُجرت) پیش کی تھی،تو میں نے بھی آپ والی بات ہی کی تھی،تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جب آپ کو کوئی چیز آپ کے مانگے بغیر دی جائے،تو اسے کھالیا کرو،اور صدقہ کردیا کرو(مسلم)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ اُجرت لینے سے نیکی ضائع نہیں ہوتی،نیز بغیر لالچ اور بغیر سوال کیے،اگر کہیں سے مال وغیرہ حاصل ہو،تو اسے رد نہیں کرنا چاہیے،بلکہ لے لینا چاہیے،پھر چاہے تو اس مال کو خود استعمال کرے،اور چاہے تو کسی اور کو صدقہ کردے۔

اخبارِادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

☐...... 7/14/21/28/صفرالخیر 1442ھ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

☐...... 2/9/16/23/30/صفرالخیر1442ھ، بروزاتوارمدیرصاحب کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے ادارہ غفران میں منعقد ہوتی رہیں، البتہ 9/اور 16/صفرکومدیرصاحب کی ادارہ کے حوالہ سے مصروفیات رہیں، جس کی وجہ سے مدیرصاحب کی نیابت میں مفتی محمد یونس صاحب نے اصلاحی مجالس میں خطاب فرمایا۔

☐...... 10/صفرالخیر بروز پیر، مدیرصاحب اپنے ایک قدیم متعلق، جناب مرسلین صاحب کی دعوت پر، اُن کی رہائش گاہ، عشائیہ میں مدعو تھے۔

☐...... 30/صفرالخیر بروزاتوار، مدیرصاحب، مفتی خالد صاحب (فوجی کالونی، پیرودھائی، راولپنڈی) کی طرف سے دی گئی دعوتِ ولیمہ میں، پیرودھائی میں ایک مقام پر اہلِ علم کے ایک اجتماع میں شریک ہوئے۔

☐...... 12/صفرالخیر (30 ستمبر) بروز بدھ سے حکومتی اعلانات کے مطابق دیگر عصری تعلیمی اداروں کی طرح، تعمیرِ پاکستان سکول میں بھی تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز ہوگیا، سکول کا عملہ طلبہ/طالبات کی تعلیمی وتربیتی خدمات اور گزشتہ عرصہ میں تعلیمی حوالہ سے ہونے والے نقصان کے ازالہ میں مصروفِ عمل ہیں۔

علمی وتحقیقی رسائل (جلد11)

(1)...شفاعة فی الأخرة (اقسام واحکام)

(2)...اھلِ فترۃ وجاھلیة کاحکم

علمی وتحقیقی رسائل (جلد12)

(1)...احادیث ختم نبوت

(2)...شَفَاعَةُ النَّبِيِّ لِأَبَوَیِ النَّبِيّ

مصنّف: مفتی محمد رضوان خان

www.idaraghufran.org

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ 21/ستمبر/2020ء/ 3/صفر المظفر/1442ھ: پاکستان: پنجاب، نویں، گیارہویں اور بارہویں کے 45 لاکھ طلبہ بغیر امتحان کے اگلی جماعتوں میں پروموٹ، نوٹیفکیشن جاری ✍ 22/ستمبر: پاکستان: اپوزیشن جماعتوں کی اے پی سی، نیا اپوزیشن اتحاد قائم، لانگ مارچ کا اعلان ✍ 23/ستمبر: پاکستان: سانحہ بلدیہ ٹاؤن، 8 سال بعد فیصلہ، 2 مجرموں کو سزائے موت، 4 کو عمر قید، 4 بری ✍ 24/ستمبر: پاکستان: اقتصادی رابطہ کمیٹی اجلاس، اسٹیل ملز ملازمین کے لیے 3 ارب 88 کروڑ کی منظوری، ٹیکسٹائل مصنوعات پر کسٹم اور ریگولیٹری ڈیوٹی ختم ✍ 25/ستمبر: پاکستان: دوائیں 262 فیصد مہنگی، بخار، سردرد، امراضِ قلب، ملیریا، شوگر، گلے کی خراش اور فلوسمیت 94 ادویات شامل، کمپنیاں جون 2021 تک قیمتوں میں مزید اضافہ کرنے کی مجاز نہیں ہوں گی، بجلی اور یوٹیلی اسٹورز پر بھی مختلف اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں اضافہ ✍ 26/ستمبر: پاکستان: سندھ میں 28 ستمبر سے تعلیمی سرگرمیاں مکمل بحال، فیسوں میں کورونا کے باعث دی گئی رعایت ختم، ایس او پیز کی خلاف ورزی پر سخت انتباہ ✍ 27/ستمبر: پاکستان: کنٹرول لائن پر پاک فوج کا جوان شہید، دشمن کا بھاری جانی و مالی نقصان ✍ 28/ستمبر: پاکستان: آذربائیجان اور آرمینیا میں جنگ چھڑ گئی، 23 جاں بحق، پاکستان، ترکی، روس، یورپی یونین کا جنگ بندی کا مطالبہ ✍ 29/ستمبر: پاکستان: منی لانڈرنگ کیس، ضمانت مسترد، شہباز شریف گرفتار ✍ 30/ستمبر: پاکستان: سٹاک مارکیٹ تیزی، انڈکس میں 463 پوائنٹس اضافہ، 67 فیصد حصص کی قیمتیں بڑھ گئیں، سونا بھی مہنگا ✍ یکم/اکتوبر: پاکستان: ای سی سی اجلاس، گھریلو گیس صارفین کے لیے کرایہ میٹر دوگنا، بجلی کے ٹیرف میں بھی اضافہ ✍ 2/اکتوبر: پاکستان: کراچی کے 6 اضلاع کورونا ہاٹ اسپاٹ قرار، پشاور میں شادی ہالز، ریسٹورنٹ بند کرنے کا فیصلہ ✍ 3/اکتوبر: پاکستان: درآمدی چینی پاکستان پہنچ گئی، قیمت میں 10 روپے کمی متوقع ✍ 4/اکتوبر: الیکشن کمیشن، ووٹرز میں 97 لاکھ 93 ہزار 344 کا اضافہ، الیکشن 2018 کے بعد رجسٹرڈ ووٹرز 11 کروڑ 57 لاکھ سے بڑھ گئے ✍ 5/اکتوبر: پاکستان: سعودی عرب: 7 ماہ بعد سخت حفاظتی انتظامات میں آج سے عمرہ کا آغاز، یکم ربیع الاول سے روضہ رسول بھی کھلے گا، پہلے مرحلے میں سعودیہ میں مقیم غیر ملکی اور مقامی شہری عمرہ کریں گے، روزانہ صرف 6 ہزار افراد کو اجازت ہوگی، مناسک کی ادائیگی کے لیے 3 گھنٹے کا وقت دیا جائے گا، ایس او پیز جاری ✍ 6/اکتوبر: پاکستان: کورونا، مزید 543 کیس رجسٹرڈ، ایکٹو کیسز کی تعداد 8825 رہ گئی، این سی او سی کی رپورٹ ✍ 7/اکتوبر: پاکستان: جنسی درندگی کے واقعات

میں تشویشناک اضافہ،مزید5خواتین،4بچے نشانہ بن گئے ✍ 8/اکتوبر:پاکستان:ای سی سی اجلاس،موسمِ سرما کے لیے آرایل این جی فراہم کرنے کی منظوری ☎ پاکستان نیوی،ایڈمرل امجد نیازی22ویں امیرالبحر، کمان سنبھال لی ✍ 9/اکتوبر:افغانستان:دسمبر میں افغانستان سے مکمل انخلاء کی امریکی تیاریاں،امن عمل کے لیے اہم کردار پر پاکستان کی تعریف ☎ ریلوے سمیت 8 سرکاری اداروں کے اسپیشل آڈٹ کا فیصلہ ✍ 10/اکتوبر:پاکستان:کورونا،661 کورونا کیس،مزید8اموات،شادی ہال ہائی رسک قرار،تقریبات محدود کرنے کا فیصلہ،تقریب کا دورانیہ 2 گھنٹے،رات 10 بجے ختم،300 مہمان شرکت کرسکیں گے،گائیڈلائنز جاری ✍ 11/اکتوبر:پاکستان:مہنگائی 3 ماہ کی بلند ترین سطح پر،آٹا،چینی اور سبزیوں کی قیمتیں آسمان پر جاپہنچیں،وزیرِاعظم کا ایکشن لینے کا اعلان ☎ مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی،مولانا عادل خان قاتلانہ حملے میں شہید ✍ 12/اکتوبر:پاکستان:کورونا پھیلاؤ میں دوبارہ تیزی،کراچی،اسلام آباد،آزادکشمیر میں منی اسمارٹ لاک ڈاؤن نافذ ✍ 13/اکتوبر:پاکستان:اپوزیشن کو جلسوں کی اجازت،مخصوص علاقوں میں دوبارہ مائیکرو اسمارٹ لاک ڈاؤن کا فیصلہ ✍ 14/اکتوبر:پاکستان:ایک سال میں ملکی قرضہ 3 ہزار 419ارب روپے بڑھ گیا ☎ یوٹیلیٹی اسٹورز کو چینی بحران کے خاتمے کے لیے،درآمدی چینی دینے کا فیصلہ ✍ 15/اکتوبر: سعودی عرب:سعودی حکومت کا روضہ رسول زیارت کے لیے کھولنے کا اعلان،روضہ اطہر18اکتوبر سے کھولا جائے گا،مسجدِنبوی کا پرانا حصہ بھی زائرین کے لیے کھولنے کا فیصلہ،عمرے کے تیسرے مرحلہ کا آغاز یکم نومبر سے ہوگا،ڈھائی لاکھ مقامی شہری سعادت حاصل کریں گے ✍ 16/اکتوبر:پاکستان:عمران خان کی اپیل منظور، جی20نے غریب ممالک کے قرضوں کی واپسی پھر موخر کردی،قرضوں کی واپسی میں 6 ماہ کی توسیع،اعلامیہ جاری ☎ خیبرپختونخوا،بلوچستان،فورسز پر حملے،کیپٹن سمیت 21 شہید ✍ 17/اکتوبر: پاکستان: حکومتی اخراجات،قرضے بڑھ گئے،آئی ایم ایف،ایک ہفتے میں 25اشیاء مہنگی ہوئیں،ادارہ شماریات ☎ اسٹیل ملز، روزویلٹ ہوٹل سمیت 19ادارے نجکاری کے لیے تیار،سینیٹ میں تفصیلات پیش ✍ 18/اکتوبر:پاکستان: اسلام آباد،فٹیف اجلاس،پاکستان کو وائٹ لسٹ میں شامل کرنے کا قوی امکان،پاکستان کی 27 سے 21اہداف پر بڑی پیش رفت ☎ کورونا سے مزید 17اموات،641 نئے کیس،567 مریضوں کی حالت تشویشناک ✍ 19/اکتوبر:پاکستان:اقتصادی رابطہ کمیٹی اجلاس،برآمدی شعبے کے لیے بجلی،گیس سبسڈی کی منظوری،گندم جاری کرنے کا فیصلہ ✍ 20/اکتوبر:پاکستان:کورنا،پاکستان نے انسدادِکورونا کے لیے بہترین حکمتِ عملی اپنائی ☎ پارلیمنٹ حملہ کیس کا فیصلہ محفوظ،29اکتوبر کو سنایا جائے گا۔